ماہنامہ
احمدیہ
گزٹ
کینیڈا
نومبر 2017ء

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے وقفِ جدید کے ساٹھویں سال کے آغاز کا اعلان کرتے ہوئے خطبہ جمعہ میں فرمایا:

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کے افراد کو قربانیوں کی یہ جاگ ایسی لگی ہے کہ ایک کے بعد دوسری نسل قربانیاں کرتی چلی جارہی ہے بلکہ وہ لوگ جو دور دراز ممالک کے رہنے والے ہیں، بعد میں آکر شامل ہوئے ہیں اور ہورہے ہیں ... قربانیاں پیش کرتے ہیں اور حیرت انگیز نمونے دکھاتے ہیں۔

(ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔۲۷ جنوری ۲۰۱۷ء، صفحہ ۵)

وقفِ جدید کی شمولیت میں زیادہ اضافہ ہونا چاہئے

سیدناحضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے وقفِ جدید کے ساٹھویں سال کے آغاز کا اعلان کرتے ہوئے خطبہ جمعہ مورخہ 6 جنوری 2017ء مسجد بیت الفتوح مورڈن لندن میں فرمایا:

"اللہ تعالیٰ ان تمام قربانیوں کرنے والوں کے اموال ونفوس میں بے انتہا برکت ڈالے اورآئندہ سے متعلقہ عہدیداروں کو بھی فعال کرے کہ وہ اپنے صحیح کام کرسکیں اور جو کمیاں ہیں، ان کو پوراکرنے کی کوشش کریں۔خاص طور پر شمولیت میں زیادہ اضافہ ہونا چاہئے۔ ٹھیک ہے رقم توبڑھتی ہے لیکن ہرایک کو شامل کرنا بھی ضروری ہے، چاہے تھوڑی رقم دے کے شامل ہو۔"

(ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔27 جنوری 2017ء، صفحہ 8)

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

ماہنامہ احمدیہ گزٹ کینیڈا

جماعت احمدیہ کینیڈا کا تعلیمی، تربیتی اور دینی مجلّہ

نومبر 2017ء جلد نمبر 46 شمارہ 11

فہرست مضامین

☆	قرآن مجید	2
☆	حدیث النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	2
☆	ارشادات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام	3
☆	سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات جمعہ کے خلاصہ جات	4
☆	وقفِ جدید: حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے چند ارشادات از مکرم مولانا سلطان نصیر احمد صاحب	6
☆	آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثالی عائلی زندگی از مکرم مولانا خلیل احمد مبشّر صاحب	8
☆	حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورہ کینیڈا 2016ء از مکرم مولانا عبد الماجد طاہر صاحب	12
☆	کیا انجیل شریعت کی کتاب ہے؟ از مکرم انصر رضا صاحب	22
☆	مکرم پروفیسر سید شکیل احمد منیر صاحب سابق امیر و مشنری انچارج آسٹریلیا کا مختصر ذکرِ خیر از مکرم محمد اجمل شاہد صاحب	23
☆	ایک جری اور نڈر احمدی کی دلچسپ داستان از مکرم محمد ظہیر گوشی صاحب	24
☆	نامور سائنس دان پروفیسر پرویز ہود بھائی کا طاہر ہال میں ایک لیکچر 'سائنس اینڈ آئیڈیالوجی'	26
☆	عیدالاضحیہ کی تقریبات از محمد اکرم یوسف	29
	بعض دیگر مضامین، منظوم کلام اور اعلانات	33
	شعبہ تصاویر کینیڈا	

نگران

ملک لال خاں
امیر جماعت احمدیہ کینیڈا

مدیر اعلیٰ

پروفیسر ہادی علی چوہدری

اعزازی مدیر

حسن محمد خان عارفؔ

مدیران

ہدایت اللہ ہادیؔ اور عثمان شاہدؔ

معاون مدیران

حافظ رانا منظور احمد اور شفیق اللہ

نمائندہ خصوصی

محمد اکرم یوسف

معاونین

مسعود ناصر، فوزیہ بٹ، غلام احمد عابدؔ

تزئین و زیبائش

شفیق اللہ

مینیجر

مبشر احمد خالدؔ

رابطہ

editor@ahmadiyyagazette.ca
Tel: 905-303-4000 ext. 2241
www.ahmadiyyagazette.ca

قرآن مجید

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ہ

وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ ۚ فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ہ

(سورة البقرة 2:266)

اور جولوگ اپنے مال اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اور اپنے آپ کو مضبوط کرنے کے لئے خرچ کرتے ہیں اُن (کے خرچ) کی حالت اُس باغ کی حالت کے مشابہ ہے جو اونچی جگہ پر ہو (اور) اس پر تیز بارش ہوئی ہو جس (کی وجہ) سے وہ اپنا پھل دوچند لایا ہو۔ اور (اس کی یہ کیفیت ہو کہ) اگر اس پر زور کی بارش نہ پڑے تو تھوڑی سی بارش ہی (اس کے لئے کافی ہو جائے) اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اسے دیکھ رہا ہے۔

(ترجمہ از تفسیر صغیر، صفحہ 72-73)

حدیث النبی ﷺ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلسَّخِيُّ قَرِيْبٌ مِنَ اللّٰهِ تعالٰى، قَرِيْبٌ مِنَ النَّاسِ قَرِيْبٌ مِنَ الْجَنَّةِ بَعِيْدٌ مِنَ النَّارِ وَالْبَخِيْلُ بَعِيْدٌ مِنَ اللّٰهِ تعَالٰى بَعِيْدٌ مِنَ النَّاسِ بَعِيْدٌ مِنَ الْجَنَّةِ قَرِيْبٌ مِنَ النَّارِ وَالْجَاهِلُ السَّخِيُّ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى مِنَ الْعَابِدِ الْبَخِيْلِ۔

(قشيريه ۔ الجود والسخاء ، صفحه 122 بحواله حديقة الصالحين ، صفحه 700)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ سخی اللہ کے قریب ہوتا ہے، لوگوں کے قریب ہوتا ہے اور جنت کے قریب ہوتا ہے اور دوزخ سے دُور ہوتا ہے۔ اس کے برعکس بخیل اللہ تعالیٰ سے دور ہوتا ہے۔ لوگوں سے دور ہوتا ہے، جنت سے دور ہوتا ہے لیکن دوزخ کے قریب ہوتا ہے۔ جاہل سخی، بخیل عابد سے اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے۔

ارشادات سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

حتی الوسع بلا ناغہ ہر ایک مہینہ میں اپنی مالی امداد سے ان دینی مشکلات کے رفع کرنے کے لئے سعی کرتا رہے گا

خداغنی بے نیاز ہے اس سے ڈرو اور اس کا فضل پانے کے لئے اپنے صدق دکھلاؤ

خدا کی راہ میں صدق دل سے خدمت کے لئے حاضر ہو جانا ایک ایسا مبارک امر ہے جو درحقیقت اور تمام مشکلات اور آفات کا علاج ہے۔ پس جس کو یقین ہے کہ خدا برحق ہے اور دین و دنیا میں اس کی عنایات کی حاجت ہے اس کو چاہئے کہ اس مبارک موقع کو ہاتھ سے نہ دے۔ اور بخل کے دق میں مبتلا ہو کر اس ثواب سے محروم نہ رہے۔ اس عالی سلسلہ میں داخل ہونے کے لئے وہی لائق ہے جو ہمت بھی عالی رکھتا ہو اور نیز آئندہ کے لئے ایک تازہ اور سچا عہد خدا تعالیٰ سے کر لے کہ وہ حتی الوسع بلا ناغہ ہر ایک مہینہ میں اپنی مالی امداد سے ان دینی مشکلات کے رفع کرنے کے لئے سعی کرتا رہے گا۔ یہ منافقانہ کام ہے کہ اگر کوئی مصیبت پیش آوے تب خدا اور اہل خدا یاد آجائیں۔ اور جب آرام اور امن دیکھیں تو لاپرواہ ہو جائیں۔ خداغنی بے نیاز ہے اس سے ڈرو اور اس کا فضل پانے کے لئے اپنے صدق دکھلاؤ۔ خدا تمہارے ساتھ ہو۔

والسلام

مرزا غلام احمد از قادیان

4 اکتوبر 1899ء

(مجموعہ اشتہارات، جلد 3، صفحہ 165-166)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے

خطباتِ جمعہ کے خلاصہ جات

مرتبہ: وکالتِ علیا تحریکِ جدید ربوہ

خطبہ جمعہ فرمودہ یکم ستمبر 2017ء

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے دنیائے احمدیت کو ایم ٹی اے کے ذریعہ سے اکٹھا کر دیا ہے اور خلیفہ وقت کے دوروں اور تقاریر کے سننے کے لئے رسائل وغیرہ کا انتظار نہیں کرنا پڑتا۔ ہر پروگرام ساتھ کے ساتھ ہر جگہ پہنچتا ہے۔ جرمنی کے جلسہ کے متعلق اور دوسرے ملکوں کے دوروں کے متعلق بہت سے لوگوں کی آراء آتی ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کو ایک لڑی میں پرو دیا ہے اور اس کے لئے ہمیں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے اور ایم ٹی اے کے کارکنان کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہئے۔ اسی طرح مختلف شعبہ جات میں بہت سے لوگ جلسہ کے دوران بے لوث خدمت بجالاتے ہیں۔ ان کی تعداد اب ہزاروں میں ہے جس میں مرد، خواتین اور بچے شامل ہیں۔ پس تمام رضا کاروں کا بھی ہمیں شکریہ ادا کرنا چاہئے۔ جلسہ کا غیر احمدی احباب پر بے انتہا اثر ہوتا ہے۔ یہ بھی درحقیقت جلسہ کی برکات میں شامل ہیں اور ان کے تبصرے سن کر ہمیں جلسہ کی اہمیت کا احساس بھی ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے اپنی حالتوں کو بدلنے کی طرف بھی توجہ پیدا ہوتی ہے۔ ایک عرب دوست جو جلسہ میں شامل ہوئے انہوں نے بتایا کہ مسلمانوں کی باہمی منافرت کی وجہ سے میں اسلام کا دفاع نہ کر پاتا تھا۔ آج آپ کا باہمی اتحاد اور خلیفہ وقت سے محبت کو دیکھ کر میں نے ایسی جماعت کو دیکھ لیا ہے جو پرامن طریق سے اسلام کا پیغام پیش کر رہی ہے۔ اور اب میں آپ کی مثال پیش کر کے اسلام کا دفاع کر سکتا ہوں۔ ایک جرمن دوست نے بتایا کہ میں اخبارات میں پڑھا کرتا تھا کہ احمدیہ جماعت بڑی پرامن جماعت ہے لیکن جلسہ میں آ کر حقیقی طور پر اس بات کو دیکھ لیا ہے کہ آپ لوگ واقعی اپنی تعلیم کے عین مطابق ہیں۔ ایک جرمن خاتون نے کہا کہ جلسہ کے بعد میرے سارے سوال حل ہو گئے ہیں۔ اب میں زیادہ لمبا عرصہ مہمان کے طور پر یہاں نہیں آؤں گی بلکہ میری خواہش ہے کہ بیعت کر کے اس جماعت میں شامل ہو جاؤں۔ بلغاریہ سے 52 لوگوں کا وفد جلسہ جرمنی میں آیا۔ ان کے ایک مہمان نے کہا کہ یہ ایک ایسا منفرد جلسہ ہے جہاں اللہ تعالیٰ کی محبت اور لوگوں کی خدمت اور ان سے محبت کا پیغام دیا جاتا ہے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ مولویوں کی مخالفت کی وجہ سے بلغاریہ میں جماعت کی رجسٹریشن کو منسوخ کیا گیا ہے۔ یہاں کی جماعت کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ جماعت کے لئے آسانیاں پیدا فرمائے۔ لتھوینیا کے ایک مہمان کہتے ہیں کہ مسلمانوں کو اتنا قریب سے دیکھ کر مجھے بہت اچھا لگا اور اسلام کی بہتر سمجھ کے ساتھ اب میں اپنی زندگی بہتر طور پر گزار سکوں گا۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ جلسہ کا اگر غیروں پر اتنا اثر ہے تو ہم جو احمدی ہیں ان پر کس حد تک یہ اثر ہونا چاہئے۔ شام کے ایک غیر احمدی کہتے ہیں کہ جہاں جلسہ میں اور چیزیں مجھے بہت پسند آئیں ایک چیز جس کو میں معجزہ سمجھتا ہوں وہ یہ ہے کہ تین دنوں میں کوئی لڑائی نہیں ہوئی بلکہ کوئی شخص دوسروں سے اونچی آواز میں بھی نہ بولتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ سالانہ ہمیشہ بہت لوگوں کے سینے کھولتا ہے اور ان کے سوالات اس کے ذریعہ سے حل ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان برکات کو ہمیشہ بڑھاتا چلا جائے۔ آمین۔ اسی طرح نیشنل اور انٹرنیشنل میڈیا کے ذریعہ کروڑوں لوگوں تک اسلام احمدیت کا پیغام پہنچا۔

آخر میں حضورِ انور نے کچھ شعبہ جات میں بعض کمزوریوں کا ذکر کر کے فرمایا کہ ان کی طرف اگلے سال سے توجہ دینی چاہئے۔ حضورِ انور نے ایک مسجد کے افتتاح کا بھی ذکر فرمایا۔

خطبہ جمعہ فرمودہ 8 ستمبر 2017ء

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

بہت سے ملک اپنی مجلسِ شوریٰ میں اس تجویز پر غور کرتے ہیں کہ کس طرح ہم جماعت کا پیغام احسن رنگ میں لوگوں تک پہنچا سکتے ہیں۔ ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ بے شک تبلیغ کا کام ہو یا کوئی بھی اور منصوبہ ہو جب خلیفہ وقت کی طرف سے اس کی منظوری دے دی جائے تو مجلسِ شوریٰ کے ممبران اور ہر سطح کے عاملہ کے ممبران کا کام ہے کہ ان پر عمل کروایا جائے۔ اور جہاں تبلیغ کے متعلق منصوبہ ہو تو یہ ہر عہدہ دار کا کام ہے کہ اس میں حصہ لے، نہ صرف یہ کہ سیکرٹری تبلیغ پر اس کو چھوڑا جائے۔ جب تمام عہدہ دار تبلیغ کے کام میں شامل ہوں گے تو اس سے باقی جماعت کے لئے بھی نمونہ قائم ہوگا اور سب مل کر اس کام کے لئے کوشش کرنے والے ہوں گے۔ حکمت کا ایک یہ مطلب بھی ہے کہ حقائق اور واقعات کے مطابق بات کرنی چاہئے۔ اگر غلط بات کی جائے تو بعد میں وہ کسی نہ کسی رنگ میں کھل ہی جاتی ہے۔ اسی طرح ایک مطلب یہ ہے کہ موقع اور مناسبت کے لحاظ سے تبلیغ کرنی چاہئے یعنی ایسی دلیل نہیں دینی چاہئے جس سے دوسرے لوگ غصہ میں آ جائیں اور فاصلے مزید بڑھ جائیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہ فرمایا ہے کہ لوگوں کے فہم و ادراک کے مطابق ان سے بات کرنی چاہئے۔ پھر ایک اور اہم بات جو تبلیغ کے لئے ضروری ہے کہ پورا سال تبلیغ کے لئے رابطے بنانے اور ان کو تبلیغ کرنے کی ضرورت ہے۔ سال میں دو یا تین مرتبہ پمفلٹ دے کر تبلیغ کی ذمہ داری ادا نہیں ہو سکتی۔ آج جو دنیا کے حالات ہیں احمدی ہی دنیا کو بتا سکتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ سے دوری کا نتیجہ ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ان باتوں کو مدِنظر رکھتے ہوئے تبلیغ کرنا ہمارا کام ہے اور ہدایت دینا اللہ تعالیٰ کا کام

ہے۔ انسان عالم الغیب نہیں ہے اس لئے ہم نہیں جانتے کہ کس شخص پر اثر ہوگا اس لئے ہم نتائج کے بارہ میں ذمہ دار نہیں ہیں۔ ہم سے بس اتنا پوچھا جائے گا کہ کیا ہم نے اپنا فرض پورا کیا اور اپنی حیثیت کے مطابق لوگوں تک اسلام کا پیغام پہنچایا یا نہیں۔ اسی طرح بعض اوقات بعض لوگ سوال کرتے ہیں کہ تم نے کتنے احمدی کر لئے یا اس طور پر تبلیغ کرنے سے کتنے سال لگ جائیں گے۔ ہمارا یہی جواب ہونا چاہئے کہ ہمیں تبلیغ کا حکم ہے جس کو ادا کرنے سے ہم ہرگز نہیں رُکیں گے۔ اس کا نتیجہ اللہ تعالیٰ نے دکھانا ہے اور ہم اس امید پر قائم ہیں کہ ایک دن اکثریت ہماری ہو جائے گی۔ اسی طرح یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ حکمت کا مطلب بزدلی نہیں ہے یا غلط باتوں کے بارہ میں ہاں میں ہاں ملانا نہیں ہے۔ اس لئے حکمت سے سچائی بیان کرنی چاہئے۔ ہم نے لڑنا نہیں ہے لیکن حکمت سے اپنی تعلیم ضرور بیان کرنی چاہئے۔

ابھی حال ہی میں عورتوں سے ہاتھ ملانے پر یا ہم جنسی کے متعلق میرے بعض بیانات پر جرمنی میں منفی تبصرہ بھی کیا گیا۔ فرمایا کہ ابھی حال ہی میں انگلستان کے ایک سیاستدان اس وجہ سے اپنی پارٹی سے الگ ہو گئے کہ وہ اسقاط حمل اور ہم جنسی کی تعلیم کے خلاف تھے۔ فرمایا کہ اگر دنیوی سیاستدان ان معاملات میں بزدلی نہیں دکھاتے تو ہمارا کس قدر مضبوط ایمان ہونا چاہئے اور دنیوی وجوہات کی وجہ سے سچائی سے ہٹنا نہیں چاہئے۔ مخالفت کی پروا نہیں کرنی چاہئے کیونکہ مخالفت حق کی راہ کھولتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی فرمایا ہے کہ حق کی جس قدر مخالفت ہو حق اس قدر ہی زیادہ چمکتا ہے اور اپنی شوکت دکھاتا ہے۔ اسی طرح تبلیغ کے لئے ضروری ہے کہ ہمارا قول اور فعل ایک جیسا ہو۔ ہماری باتوں کا اثر اس وقت ہی ہوگا جب ہمارا قول اور فعل برابر ہوگا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اگر انسان کی گفتگو سچے دل سے نہ ہو اور اس میں عملی طاقت نہ ہو تو وہ اثر پذیر نہیں ہوتی۔ ہماری باتیں عنداللہ کوئی وقعت نہیں رکھتیں جب تک عمل نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

خطبہ جمعہ فرمودہ 15 ستمبر 2017ء

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ فاتحہ کے بعد فرمایا:

آج کل مغربی میڈیا سوال کرتا ہے کہ تم تو اسلام کی امن پسند تعلیم کی باتیں کرتے ہو لیکن اکثر مسلمان تو ایسی تعلیم کی بات نہیں کرتے اور نہ باقی مسلمان آپ کو مسلمان سمجھتے ہیں۔ ہمارا جواب یہی ہوتا ہے کہ ہم جو اسلام کی تعلیم کی بات کرتے ہیں اسے ہم قرآن اور حدیث سے ثابت کرتے ہیں۔ ہمارا موقف آج کل کے حالات دیکھ کر نہیں ہے بلکہ ہمیشہ سے اسلام نے حقوق اللہ اور حقوق العباد کی تعلیم دی ہے۔ جہاں تک یہ سوال ہے کہ ہم باقی مسلمانوں کو کس طرح اس تعلیم کی طرف لے کر آئیں گے تو وہ اس طرح کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق اس زمانہ میں مسیح موعود علیہ السلام کا نزول ہوا جنہوں نے اسلام کی پستی کے بعد دوبارہ اس کو زندہ کیا۔ الٰہی جماعتیں اور انبیا کی جماعتیں دنوں میں ترقی نہیں کر جاتیں بلکہ یہ انقلاب آہستہ آہستہ آتا ہے۔ اور یہی حال جماعت کا ہے کہ باقی مسلمانوں کے فرقوں میں سے لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کو سمجھ کر اس جماعت میں داخل ہوتے جارہے ہیں۔ اور یہ باوجود اس کے کہ ہمارے وسائل باقیوں کی نسبت بہت کم ہیں۔ بہت سے ایسے لوگ ہیں جن کو خود اللہ تعالیٰ براہِ راست اس طرف ہدایت دیتا ہے مثلاً بذریعہ خواب وغیرہ۔ بعض جماعت کی مخالفت دیکھ کر قبول کر لیتے ہیں۔ بعض کو اللہ تعالیٰ مختلف نشان دکھاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہاماً یہ بتایا تھا کہ میں تجھے عزت دوں گا اور بڑھاؤں گا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرمایا کہ کتب اللہ لاغلبن انا و رسلی کہ اللہ تعالیٰ نے لکھ دیا ہے کہ غلبہ میرا اور میرے رسولوں کا ہے۔ آج ان وعدوں کے نتیجہ میں اس شخص کی جماعت پوری دنیا میں قائم ہو چکی ہے اور ہر روز نئے لوگ اس جماعت میں شامل ہو رہے ہیں۔ یہ نشانات آج بھی جاری ہیں اور مختلف رنگوں میں رو پذیر ہوتے ہیں۔ فرانس سے ایک خاتون بتاتی ہیں کہ میرے سارے خاندان میں احمدیت کا پیغام پہنچ چکا تھا۔ ایک دن میں نے خدا کے حضور دعا کی کہ اے خدا، تو مجھے بھی بتا اگر احمدیت حقیقتاً سچی جماعت ہے۔ کہتی ہیں کہ اگلی تین راتیں یکے بعد دیگرے اللہ تعالیٰ نے مجھے خواب دکھائے۔ مثلاً ایک خواب میں دیکھا کہ قیامت کا دن ہے اور میرے وہ بہن بھائی جو احمدی ہو چکے ہیں وہ بالکل امن میں ہیں اور میں چیخ و پکار کر رہی ہوں۔ میں خواب میں ہی ان کے ساتھ چمٹ جاتی ہوں۔ پھر دوسری رات خواب میں دیکھا کہ میری بہن جو احمدی ہو چکی ہے وہ مجھ سے کہتی ہے کہ نماز پڑھو یہی ایک راہ ہے۔ اسی طرح اگلی رات اللہ تعالیٰ نے پھر جماعت کے حق میں خواب دکھائی اور اب ہمارا سارا خاندان بیعت کر کے جماعت میں داخل ہو گیا ہے۔

کانگو سے ایک صاحب لکھتے ہیں کہ مجھے 2014ء کے جلسہ میں پہلی بار یہ پیغام ملا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں اور یہ بھی پتہ چلا کہ اسلام کی تنزلی کے زمانہ میں مسیح موعود علیہ السلام نے آنا تھا۔ اس کے بعد میں نے جماعتی لٹریچر کا مطالعہ شروع کیا۔ میں نے رمضان میں خواب دیکھا کہ بس پر ایک اعلیٰ راستہ پر سفر کر رہا ہوں جس سے مجھے جماعت کی صداقت پر تسلی ہو گئی۔ مختلف ممالک اور مختلف زبانیں بولنے والوں کو پوری دنیا میں اس راستہ کی طرف ہدایت مل رہی ہے۔ یہ ہدایت یقیناً اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

سینیگال کا ایک واقعہ ہے کہ وہاں کے تین گاؤں میں جماعت کا نفوذ ہوا۔ اس پر وہاں کے بعض امام اور چیف نے مل کر جماعت کی ہلاکت کے لئے بددعا کی۔ اس کے کچھ دن بعد وہاں کے سب سے بڑے امام کو سانپ نے کاٹ لیا۔ مولویوں کی دعاؤں کے باوجود اس کی وفات ہو گئی۔ پھر چند دن بعد چیف کو بھی سانپ نے کاٹ لیا۔ لوگوں کو احساس پیدا ہونا شروع ہوا کہ یہ احمدیوں کے خلاف بددعا کی وجہ سے ہے۔ لیکن مولویوں نے اس واقعہ کا الزام جنوں پر ڈال دیا۔ کچھ دن بعد وہاں کے نائب چیف کو بھی سانپ نے کاٹ لیا۔ پھر وہ لوگ مبلغ کے پاس آئے اور انہیں سارا ماجرا بتایا۔ اور اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ تینوں گاؤں احمدیت کے آغوش میں آ گئے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ لوگوں کو اسلام کی حقیقی تعلیم کی طرف لا رہا ہے اور ایک دن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قائم کردہ مشن کے ذریعہ اسلام کا غلبہ ضرور ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو تبلیغ کے اہم فرض کو بھی ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

آخر میں حضورِ انور ایدہ اللہ نے مندرجہ ذیل دو مرحومین کی نمازِ جنازہ کا اعلان فرمایا۔ محترمہ خورشید رقیہ صاحبہ اور ڈاکٹر صلاح الدین صاحب امریکہ۔

خطبہ جمعہ فرمودہ 22 ستمبر 2017ء

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی نوازتا ہے۔ بس ایک مومن کا کام ہے کہ وہ اس کوشش میں لگا رہے کہ ہم نے اپنی روحانیت میں کس طرح بڑھنا ہے۔

(باقی صفحہ 31)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات کی روشنی میں

وقفِ جدید

مکرم مولانا سلطان نصیر احمد صاحب پروفیسر جامعہ احمدیہ ربوہ

وقفِ جدید کی تحریک بھی جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جاری کردہ تحریک ہے جس کو 1957ء میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جاری فرمایا تھا اور صرف پاکستان کے احمدیوں کے لئے یہ تحریک تھی۔ پاکستان سے باہر کے احمدیوں میں سے اگر کوئی اپنی مرضی سے اس میں حصہ لینا چاہتا تھا تو لے لیتا تھا۔ خاص طور پر اس بارے میں تحریک نہیں کی جاتی تھی کہ وقفِ جدید کا چندہ دیا جائے۔ اس وقت جب یہ جاری کی گئی تو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر میں پاکستان کی جماعتوں کے لئے دو خاص مقاصد تھے۔

آپ نے جب یہ وقفِ جدید کی انجمن بنائی تو اس میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کو ممبر مقرر فرمایا اور آپ کو جو ہدایات دیں وہ خاص طور دو باتوں پر زور دینے کے لئے تھیں۔

ایک تو یہ کہ پاکستان کی دیہاتی جماعتوں کی تربیت کی طرف توجہ دی جائے جس میں کافی کمزوری ہے۔

اور دوسرے ہندوؤں میں تبلیغ اسلام کا کام۔ خاص طور پر سندھ کے علاقہ میں بہت بڑی تعداد ہندوؤں کی ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بڑی فکر تھی کہ دیہاتی جماعتوں میں تربیت کی بہت کمی ہے۔ خاص طور پر بچوں میں اور اکثریت جماعت کے افراد کی دیہاتوں میں رہنے والی ہے اور اگر ان کی تربیت میں کمی ہوگی تو پھر آئندہ بہت ساری خرابیاں پیدا ہو جائیں گی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب مجھے وقفِ جدید کا ممبر مقرر فرمایا اور فرمایا کہ سارا جائزہ لو کہ تربیت کی کیا کیا صورت حال ہے۔ تو کہتے ہیں کہ جب میں نے جائزہ لیا تو تربیت اور دینی معلومات کے بارہ میں انتہائی بھیانک صورت حال سامنے آئی کہ بچوں کو سادہ نماز بھی نہیں آتی تھی اور تلفظ کی غلطیاں اتنی تھیں کہ کلمہ بھی صحیح طرح نہیں پڑھ سکتے تھے، حالانکہ کلمہ بنیادی چیز ہے جس کے بغیر مسلمان مسلمان ہی نہیں کہلا سکتا۔ بہرحال اُس وقت پاکستان میں ان معلمین کے ذریعہ جن کو معمولی ابتدائی ٹریننگ دے کر میدانِ عمل میں بھیج دیا جاتا تھا وقفِ جدید نے ان دو اہم کاموں کو سرانجام دینے کا بیڑا اٹھایا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑی محنت اور قربانی کے جذبے سے اس کام کو سرانجام دیا۔

سندھ میں ہندوؤں کے علاقے میں تبلیغ کا کام ہوا۔ یہ بھی بہت مشکل کام تھا۔ یہ ہندو جو تھر کے علاقہ میں کے رہنے والے تھے۔ وہاں بارشیں نہ ہونے کی وجہ سے مزدوری کے لئے سندھ کے آباد علاقہ میں آیا کرتے تھے تو یہاں آ کر مسلمان زمینداروں کی بدسلوکی کی وجہ سے وہ اسلام کے نام سے بھی گھبراتے تھے۔ غربت بھی ان کی عروج پر تھی۔ بڑی بڑی زمینیں تھیں، پانی نہیں تھا۔ اس لئے کچھ کر نہیں سکتے تھے۔ آمد نہیں تھی اور اسی غربت کی وجہ سے مسلمان زمیندار جن کے پاس یہ کام کرتے تھے انہیں تنگ کیا کرتے تھے اور ان سے بیگار بھی لیتے تھے۔ یا اتنی معمولی رقم دیتے تھے کہ وہ بیگار کے برابر ہی تھی۔ اسی طرح عیسائی مشنریز نے جب یہ دیکھا کہ ان کے ساتھ یہ سلوک ہو رہا ہے تو ان کی غربت کا فائدہ اٹھا کر عیسائیوں نے بھی ان کو امداد دینی شروع کی اور اس کے ساتھ تبلیغ کر کے، لالچ دے کر عیسائیت کی طرف ان ہندوؤں کو مائل کرنا شروع کیا تو یہ ایک بہت بڑا کام تھا جو اس زمانے میں وقفِ جدید نے کیا اور اب تک کر رہی ہے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ نے مدد فرمائی اور بڑے سالوں کی کوششوں کے بعد اس علاقے میں احمدیت کا نفوذ ہونا شروع ہوا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ جو اس وقت وقفِ جدید کے ناظم ارشاد تھے بیان کرتے ہیں کہ جب ہمیں کامیابیاں ملنا ہونی شروع ہوئیں تو مولویوں نے ہندوؤں کے پاس جا کر یہ کہنا شروع کر دیا کہ تم یہ کیا غضب کر رہے ہو، احمدی ہونے سے تو بہتر ہے ہندو ہی رہو۔ گویا ایک خدا کا نام پکارنے سے تو بہتر ہے کہ مشرک ہی رہو۔ یہ مسلمانوں کا حال ہے۔ تو بہرحال ان سب مشکلات کے باوجود اللہ تعالیٰ نے مدد فرمائی اور بڑا فضل فرمایا، تھر کے علاقے مِٹھی اور نگر پارکر وغیرہ میں جماعتیں قائم ہونا شروع ہوئیں، ماشاء اللہ اخلاص میں بھی بڑھیں، ان میں سے واقف زندگی بھی بنے اور اپنے لوگوں میں تبلیغ کر کے احمدیت یعنی حقیقی اسلام کو متعارف کروایا، اس کا پیغام پہنچاتے رہے۔ جب ربوہ میں جلسے ہوتے تھے تو جلسے پر یہ لوگ ربوہ آیا کرتے تھے۔ میں نے دیکھا ہے کہ انتہائی مخلص اور بڑے اخلاص و وفا میں ڈوبے ہوئے لوگ تھے۔ اب تو ماشاء اللہ ان لوگوں کی اگلی نسلیں بھی احمدیت کی گود میں پلی بڑھی ہیں اور اخلاص میں بڑھی ہوئی ہیں، بڑی مخلص ہیں۔ شروع زمانے میں وسائل کی کمی کی وجہ سے وقفِ جدید کے معلمین جنہوں نے میدانِ عمل میں کام کیا وہ بڑی تکلیف میں وقت گزارا کرتے تھے۔ ان علاقوں میں طبی امداد کی، میڈیکل ایڈ (Medical Aid) کی سہولتیں بھی نہیں تھیں۔ اس لئے اپنے لئے بھی اور وہاں کے رہنے والے لوگوں کے لئے بھی کچھ دوائیاں، ایلوپیتھی اور ہومیوپیتھی وغیرہ ساتھ رکھا کرتے تھے۔ اب تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہاں موبائل ڈسپنسری ہے، دیہاتوں میں جاتی ہے، میڈیکل کیمپ بھی لگتے ہیں۔ باقاعدہ کوالیفائڈ (Qualified) ڈاکٹر وہاں جاتے ہیں۔ اسی طرح جماعت نے مِٹھی میں ایک بہت بڑا ہسپتال بنایا ہے۔ اس میں آنکھوں کا ایک وِنگ (Wing) بھی ہے۔ تو وقف جدید کی تحریک میں پاکستان کے احمدیوں نے اپنی تربیت اور تبلیغ کے لئے اس زمانے میں بڑھ چڑھ کر قربانیاں پیش کیں اور اللہ کے فضل سے اب تک کر رہے ہیں اور کام میں بھی اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت وسعت پیدا ہو چکی ہے اور کام بہت آگے بڑھ چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ جس طرح جماعت پر فضل فرما رہا ہے یہ تو بڑھتا ہی رہنا ہے۔

یہاں ایک بات جو میں اس خطبہ کے ذریعہ سے سندھ کے علاقے کے احمدی زمینداروں کو کہنا چاہتا ہوں اور اسی بات پہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی توجہ دلائی تھی کہ یہ

جو ہندو اس علاقے میں رہنے والے ہیں یا ان میں سے جو مسلمان ہو چکے ہیں، بڑے غریب لوگ ہیں۔ وہ اس غربت کی وجہ سے سندھ کے آباد علاقے میں جہاں پانی کی سہولت ہے مزدوری کی غرض سے آتے ہیں اور بڑی محنت سے مزدوری کرتے ہیں۔ ان کے ساتھ یہ جو احمدی زمیندار ہیں، ان کے حسن سلوک کیا کریں۔ یہ پیار ہی ہے جو ان لوگوں کو مزید قریب لائے گا اور اللہ تعالیٰ وہاں کے احمدیوں کی قربانیوں کو انشاء اللہ، پھل عطا فرمائے گا۔ اس لئے اس طرف خاص توجہ دینی چاہئے۔ بہرحال یہ مختصر پس منظر، یہ حالات میں نے اس لئے بتائے ہیں تا کہ نئی نسل کے لوگوں کو اور نئے آنے والوں کو بھی اس تحریک کا مختصر تعارف ہو جائے کیونکہ اب تو وقفِ جدید کی یہ تحریک تمام دنیا میں جاری ہے، لوگ اس کے چندے کی ادائیگی کرتے ہیں۔

جہاں تک پاکستان کا سوال ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے پاکستانی احمدیوں نے اپنے اخراجات تو آپ سنبھالے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کو کسی بیرونی امداد کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن 1985ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے وقفِ جدید کی تحریک کو، یعنی مالی قربانی کی تحریک کو ساری دنیا پہ پھیلا دیا، تا کہ دنیا میں جو احمدی آباد ہیں، خاص طور پر یورپ اور امریکہ وغیرہ میں، ان کے چندوں سے ہندوستان میں بھی وقف جدید کے نظام کو فعال کیا جائے اور وہاں زیادہ سے زیادہ تربیت و تبلیغ کا کام کیا جائے۔ اور جس علاقے میں خلافت ثانیہ کے دور میں کسی زمانے میں شدھی کی تحریک چلی تھی اور جس کے توڑ کے لئے جماعت نے اس وقت بڑے عظیم کام کئے تھے، بڑی قربانیاں دی تھیں، اس علاقے میں رہ کر تبلیغ کی تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے 1985ء میں فرمایا تھا کہ اس علاقے میں دوبارہ تشویشناک صورت حال ہے اس لئے ہندوستان کی جماعتوں کو اس طرف توجہ دینی چاہئے اور وسیع منصوبہ بندی کرنی چاہئے۔ اور اخراجات کے لئے آپ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ باہر سے رقم آ جائے گی۔ اس لئے پھر جیسا کہ میں نے کہا باہر کی جماعتوں میں بھی وقف جدید کی یہ تحریک جاری کی گئی تا کہ باہر کی جماعتیں بھی اس نیک کام میں ہندوستان کی جماعتوں کی مدد کریں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے باہر کی جماعتیں اس تحریک میں بھی مالی قربانی کے لئے لبیک کہنے والی بنیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر سال وقف جدید میں بھی باقی چندوں کی طرح اضافہ ہو رہا ہے۔ جوں جوں اللہ تعالیٰ کام میں وسعت دے رہا ہے، جتنا جتنا کام پھیل رہا ہے، اخراجات بڑھ رہے ہیں اللہ تعالیٰ وسائل بھی مہیا فرما رہا ہے۔ لیکن جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ جماعت کے بڑی تیزی سے ترقی کی طرف قدم بڑھ رہے ہیں اور اس لحاظ سے ضروریات بھی بہت تیزی سے بڑھ رہی ہیں۔ جیسا کہ میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ فضل فرما رہا ہے۔ ضروریات پوری ہوتی ہیں۔ لیکن ہمیں اس طرف توجہ دینے کی بھی ضرورت ہے تا کہ ہم بھی ان مالی قربانیوں میں حصہ لے کر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بن سکیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے افراد جماعت پر بھی انفرادی طور پر بہت فضل ہو رہے ہیں۔ اس لئے ہمیشہ کی طرح اپنی قربانیوں کی طرف بھی خاص توجہ رکھیں تا کہ جو کمزور جماعتیں ہیں ہم ان کی مدد کر سکیں۔ ہندوستان کی نئی جماعتیں بھی ہیں اور افریقہ کی جماعتیں بھی ہیں جو بہت معمولی مالی وسعت رکھتی ہیں۔ گو کہ قربانی کی کوشش کرتی ہیں لیکن جتنی بھی ان کی وسعت ہے اس کے لحاظ سے، اپنے حالات کے لحاظ سے۔ تو ان کی مدد کرنے کے لئے، تربیت و تبلیغ کے لئے، ان کی قربانیوں میں جو کمی رہ گئی ہے، اس کو پورا کرنے کی ہمیں کوشش کرنی چاہئے۔ اس لئے بیرونی جماعتیں یا ان مغربی ملکوں کی جماعتیں جن کی کرنسی مضبوط ہے، انہیں خدمت دین اور دین کی مدد کے جذبے کے تحت ہمیشہ قدم آگے بڑھاتے چلے جانا چاہئے۔

(خطبات وقفِ جدید، حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، صفحہ 607-610)

وقفِ جدید کا سال دسمبر کے آخر میں ختم ہو رہا ہے۔ احباب سے درخواست ہے کہ اپنے وعدہ جات جلد از جلد مکمل فرمائیں اور پہلے سے بڑھ چڑھ کر مالی قربانیاں پیش کریں اور اپنے بچوں کو بھی اس ثواب میں شریک کریں۔

پیارے بیٹے علی منور کی یاد میں

آنسو

محترمہ شگفتہ منور صاحبہ، لاہور

مکرم عبدالنور ناصر صاحب سابق ایڈیشنل سیشن جج حال شعبہ امور عامہ جماعت احمدیہ کینیڈا کے بھانجے علی منور صاحب مورخہ 2 جنوری 2017ء کو ایک ٹریلر کی ٹکر سے وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کی والدہ محترمہ شگفتہ منور صاحبہ نے اپنے جواں سال پیارے بیٹے علی منور کی یاد میں ایک دردناک نظم بعنوان 'آنسو' کہی ہے۔ ہدیہ قارئین کی جاتی ہے۔

(ایڈیٹر)

لوگ کہتے ہیں کہ کس بات پہ آئے آنسو
اب تو بے بات ہی ہر بات پہ آئے آنسو

وہ جو سائے کی طرح ساتھ رہا کرتا تھا
اس نے چھوڑا جو مرا ہاتھ تو آئے آنسو

ایک لمحہ بھی گزرتا نہیں تھا جس کے بغیر
اس سے ہو سکتی نہیں بات تو آئے آنسو

وہ جو ساون میں کئی گیت سناتا تھا مجھے
اُس کے بن آئی جو برسات تو آئے آنسو

اشک جو پونچھتا تھا ساتھ لگا کر مجھ کو
اس کے شانوں سے اُٹھے ہاتھ، تو آئے آنسو

وہ تو صحرا کے مسافر کی طرح چلتا ہے
ہم سے کٹتی نہیں جب رات، تو آئے آنسو

اس کی یادوں کی کسک، دل پہ دھری رہتی ہے
سارے گزرے ہوئے لمحات، پہ آئے آنسو

وہ مرے ساتھ ہے ہر پل یہی لگتا ہے مجھے
پھر بھی ہر رات ہی، ہر بات پہ آئے آنسو

چاندنی رات میں جب کوئی بجاتا ہے گٹار
اُس کے گائے ہوئے نغمات پہ آئے آنسو

زندگی کچھ بھی نہیں اس کی محبت کے سوا
وہ نہیں ساتھ، تو ہر بات پہ آئے آنسو

کون سی بات رکھوں یاد میں بھولوں کیا کیا
آج پھر یادوں کی سوغات پہ آئے آنسو

ساری دنیا تو وہی ہے، مرا پیارا ہی نہیں
اپنے ہی دل کے سوالات پہ آئے آنسو

وہ جو جینے کی دعا دے کے گیا ہے مجھ کو
آخری اس کی ملاقات پہ آئے آنسو

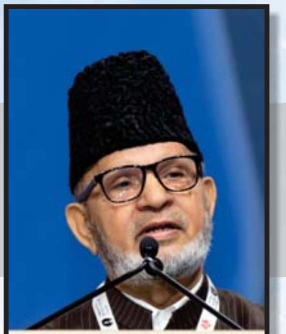

آنحضور ﷺ کی مثالی عائلی زندگی

مکرم مولانا خلیل احمد مبشر صاحب مشنری انچارج جماعت احمدیہ کینیڈا

جماعت احمدیہ کینیڈا کے اکتالیسویں جلسہ سالانہ کے موقع پر دوسرے روز 8 جولائی 2017ء کو دوسرے اجلاس کی تیسری تقریر مکرم مولانا خلیل احمد مبشر صاحب، مشنری انچارج جماعت احمدیہ کینیڈا کی تھی۔ آپ نے 'آنحضرت ﷺ کی مثالی عائلی زندگی' کے موضوع پر انٹرنیشنل سینٹر میں سیرت کے حوالہ سے نہایت ایمان افروز خطاب فرمایا جو افادہ عام کے لئے ہدیہ قارئین کیا جاتا ہے۔

(ایڈیٹر)

اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ

و اشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ

اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لَقَدۡ کَانَ لَکُمۡ فِیۡ رَسُوۡلِ اللّٰہِ اُسۡوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَنۡ کَانَ یَرۡجُوا اللّٰہَ وَالۡیَوۡمَ الۡاٰخِرَ وَذَکَرَ اللّٰہَ کَثِیۡرًا

(سورۃ الاحزاب 33 : 22)

تمہارے لئے (یعنی ان لوگوں کے لئے) جو اللہ اور اخروی دن سے ملنے کی امید رکھتے ہیں اور اللہ کا بہت ذکر کرتے ہیں۔ اللہ کے رسول میں ایک اعلیٰ نمونہ ہے۔ جس کی انہیں پیروی کرنی چاہئے۔

(تفسیر صغیر)

اس وقت دنیا حقیقی امن اور سکون کی تلاش میں سرگردان نظر آتی ہے۔ اس سکون کے لئے لوگ طرح طرح کے حیلے کرتے ہیں۔ لیکن پھر بھی امن وسکون ان کو حاصل نہیں ہوتا۔ امن اور سکون کی بنیاد گھر اور خوشگوار عائلی زندگی ہے۔

سامعین کرام!

خوشگوار عائلی زندگی اس معاشرہ میں امن وسکون کی ضامن ہے اور بہترین عائلی زندگی کا نمونہ ہمارے آقا و مولیٰ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کا اُسوۂ ہے۔ اور یہی میری آج کی تقریر کا عنوان ہے۔

''آنحضور ﷺ کی مثالی عائلی زندگی''

ہمارے آقا و مولیٰ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے ہمیں خوشگوار عائلی زندگی گزارنے کے لئے اپنے ارشادات مبارکہ اور اُسوۂ حسنہ سے عملی درس دیا ہے۔ اب یہ ہمارا فرض ہے کہ اِس اُسوۂ حسنہ کی پیروی کرتے ہوئے پہلے اپنے گھروں کو اور پھر اپنے شہر، ملک اور پوری دنیا کو امن کا گہوارہ بنادیں۔

یہ موضوع اس لئے بھی اہم ہے کہ ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے متعدد خطبات میں اس طرف توجہ دلائی ہے کہ احمدی گھرانے بہترین عائلی زندگی کا نمونہ ہونے چاہئیں۔ جیسا کہ 19 مئی 2017ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا۔

''اپنے گھروں کو ایک ایسا نمونہ بنانا چاہئے جہاں محبت اور پیار کی فضا ہر وقت قائم رہے۔''

(ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ 9 جون 2017ء، صفحہ 9)

پھر فرمایا:

''پس اگر گھروں کو پُرامن بنانا ہے، اگر اگلی نسلوں کی تربیت کرنی ہے اور اُن کو دین سے منسلک رکھنا ہے تو مردوں کو اپنی حالت کی طرف توجہ دینی ہوگی۔'' (ایضاً۔ صفحہ 7)

معزز سامعین!

ہمارے آقا و مولیٰ نے اس حوالہ سے ہمیں سب سے بنیادی نصیحت فرمائی کہ خَیۡرُکُمۡ خَیۡرُکُمۡ لِاَھۡلِہٖ یعنی اے مسلمانو! خدا کی نظر میں تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو اپنی بیوی سے سلوک کرنے میں سب سے بہتر ہے۔

آنحضور ﷺ نے صحابہ کرام کو ترغیب دلاتے ہوئے فرمایا وَاَنَا خَیۡرُکُمۡ لِاَھۡلِی کہ دیکھو میں تمہیں جو تعلیم دیتا ہوں خود سب سے پہلے اس پر عمل کرتا ہوں۔ میں اپنے اہل خانہ سے سلوک کرنے میں تم سب سے بہتر ہوں پس تم میرے نمونہ کو سامنے رکھو اور اِس کی پیروی کرو تو تم بھی خدا کی نظر میں اس کے محبوب بن جاؤ گے۔ (سنن ابن ماجہ۔ جلد سوم، کتاب النکاح، حدیث 1973)

عائلی زندگی میں اسلام نے مرد کو قوام یعنی نگران بلکہ اِمام قرار دیا ہے۔ یہ مقام مرد پر بہت بڑی ذمہ داری ڈالتا ہے۔ بعض لوگ قوام سے مراد یہ لیتے ہیں کہ مرد گھر میں بادشاہ کی طرح ہے۔ وہ جو چاہے کرے۔ لیکن اس کے حقیقی معنی وہی ہیں جو آنحضرت ﷺ نے اپنے اسوہ سے ہمیں کر کے دکھا دئے۔ یعنی خاوند اپنی بیوی اور بچوں کی بنیادی ضروریات کا ذمہ دار ہے۔ اور مرد کا اپنی بیوی سے تعلق حقیقی دوستوں جیسا نہایت ہمدردانہ ہو۔

آنحضرت ﷺ کے عاشقِ صادق امامِ آخرالزماں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اس مضمون کو خوب کھول کر بیان فرمایا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں۔

''چاہئے کہ بیویوں سے خاوند کا ایسا تعلق ہو جیسے دو سچے اور حقیقی دوستوں کا ہوتا ہے۔ انسان کے اخلاقِ فاضلہ اور خدا تعالیٰ سے تعلق کی پہلی گواہ تو یہی عورتیں ہوتی ہیں۔ اگر اِن ہی سے اس کے تعلقات اچھے نہیں تو پھر کس طرح ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ سے صلح ہو۔''

(ملفوظات۔ جلد 5، صفحہ 418)

چنانچہ جب ہم رسول اللہ ﷺ کی سیرت کا مطالعہ کرتے ہیں تو آپ ؐ کی ہر بیوی ہمیں یہ گواہی دیتی نظر آتی ہے کہ آپ ؐ سے بہتر شوہر کوئی نہیں ہوسکتا۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلی وحی نازِل ہوئی تو ام المومنین حضرت خدیجہؓ نے آپؐ کے اعلیٰ اخلاق کی گواہی اِن الفاظ میں دی۔

کَلَّا وَاللّٰہِ مَا یُخۡزِیۡکَ اللّٰہُ اَبَدًا اِنَّکَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَحۡمِلُ الۡکَلَّ وَتُکۡسِبُ الۡمَعۡدُوۡمَ وَتَقۡرِی الضَّیۡفَ وَتُعِیۡنُ عَلٰی نَوَائِبِ الۡحَقِّ۔

خدا کی قسم یہ کلام خدا تعالیٰ نے اس لئے آپؐ پر نازل نہیں کیا کہ آپؐ ناکام و نامراد ہوں اور خدا آپؐ کا ساتھ چھوڑ دے۔ خدا

تعالیٰ ایسا کب کرسکتا ہے۔ آپؐ رشتہ داروں کے ساتھ نیک سلوک کرتے ہیں اور بے کس اور بے یارومددگار لوگوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔ وہ اخلاق جو مِٹ چکے تھے آپؐ انہیں قائم کرتے ہیں۔ مہمان کی مہمان نوازی کرتے ہیں اور مصیبت زدوں کی مدد کرتے ہیں۔

(حدیث وترجمہ منقول از دیباچہ تفسیر القرآن صفحہ 190۔191)

حضرات! یہ وہ گواہی ہے جو صرف اور صرف ایسی بیوی دے سکتی ہے جس نے اپنے خاوند کو ایسے اخلاق سے مزین پایا ہو اور ان اخلاق عالیہ کی وجہ سے بدل وجان اس کی گرویدہ ہو چکی ہو۔

پس اگر کسی مرد کو اپنی بیوی سے شکوہ ہو کہ وہ اس کا احترام کم کرتی ہے تو وہ اپنے اندر اِن اخلاق کی روح پیدا کرے جن کی گواہی حضرت خدیجہؓ نے اپنے مقدس خاوند کے لئے دی تھی۔

اسی طرح ام المومنین حضرت عائشہؓ نے گواہی ان الفاظ میں دی کہ کان خلقہ القرآن یعنی آپؐ کے اخلاق تو قرآن کریم کی عملی تفسیر ہیں۔

عائلی زندگی کے متعلق قرآن میں ایک اصول یہ بیان ہوا ہے کہ وَعَاشِرُوْھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (سورۃ النسا 4 : 20)

پھر حضرت عائشہؓ فرمایا کرتی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ وسلم کبھی کوئی سخت کلمہ اپنی زبان پر نہ لاتے۔ (اُسوۂ انسان کامل، صفحہ 624)

گویا رسول اللہ ﷺ کی عائلی زندگی بھی قرآنی حکم کی عملی تصویر ہے۔

حاضرین کرام!

مجھے یہ بات نہایت دکھ بھرے دل سے کہنی پڑ رہی ہے کہ بدقسمتی سے ابھی ہمارے معاشرہ میں ایسے لوگ موجود ہیں جو اپنے اہل وعیال کے ساتھ ایسا رویہ اختیار کرتے ہیں جو ہمارے آقا ﷺ کے اسوہ کے بالکل برخلاف ہے۔ اپنی بیویوں سے نرمی کا سلوک کرنا اور ان کا احترام کرنا ان سے ہمدردی کرنا روزمرہ کے کاموں میں ان کی مدد کرنا اپنی توہین سمجھتے ہیں۔ حالانکہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اپنی جماعت کی تعلیم وتربیت کے لئے فرماتے ہیں کہ:

’’فحشا کے سوا باقی تمام کج خلقیاں اور تلخیاں عورتوں کی برداشت کرنی چاہئیں۔‘‘

اور یہ بھی فرمایا کہ:

’’ہمیں تو کمال بے شرمی معلوم ہوتی ہے کہ مرد ہو کر عورت سے جنگ کریں ہم کو خدا نے مرد بنایا ہے درحقیقت ہم پر اتمام نعمت ہے۔ اس کا شکر یہ یہ ہے کہ ہم عورتوں سے لطف اور نرمی کا برتاؤ کریں۔‘‘ (ملفوظات۔ جلد 2، صفحہ 1۔2)

نیز یہ بھی فرمایا:

’’رسول اللہ ﷺ ساری باتوں کے کامل نمونہ ہیں۔ آپؐ کی زندگی میں دیکھو کہ آپؐ عورتوں کے ساتھ کیسی معاشرت کرتے تھے۔ میرے نزدیک وہ شخص بزدل اور نامرد ہے جو عورت کے مقابلہ میں کھڑا ہوتا ہے۔ آنحضرت ﷺ کی پاک زندگی کا مطالعہ کرو تا تمہیں معلوم ہو کہ آپؐ ایسے خلیق تھے باوجودیکہ آپؐ بڑے بارعب تھے لیکن اگر کوئی ضعیفہ عورت بھی آپؐ کو کھڑا کرتی تو آپؐ اس وقت تک کھڑے رہتے جب تک وہ اجازت نہ دے۔ ... بعض وقت آنحضرت ﷺ حضرت عائشہؓ کے ساتھ دوڑے بھی ہیں۔ ایک مرتبہ آپؐ آگے نکل گئے اور دوسری مرتبہ خود نرم ہو گئے تا کہ عائشہؓ آگے نکل جائیں اور وہ آگے نکل گئیں۔

(تفسیر سورۃ آل عمران النساء۔ صفحہ 228۔229)

حضرات!

آج کل لوگ یہ کہہ دیتے ہیں کہ ہمارے پاس گھر والوں کے لئے وقت نہیں لیکن کیا ایسے لوگ آپؐ سے زیادہ مصروف ہیں۔

آنحضرت ﷺ کی زندگی تو اس قدر مصروف تھی کہ دن رات عبادت اور تبلیغی مہمات اور تعلیم وتربیت میں گزرتے تھے۔ آپؐ خدائی حکم قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلاً (سورۃ المزمل 3:73) کی تعمیل میں رات کا اکثر حصہ عبادت الٰہی میں گزارتے اور آپؐ کا دن اِنَّ لَکَ فِی النَّھَارِ سَبْحًا طَوِیْلاً۔ یقیناً تیرے لئے دن کو بھی بہت لمبا کام ہوتا ہے۔ ان تمام تر مصروفیات کے باوجود آپؐ اپنی عائلی زندگی کو بھرپور وقت دیتے تھے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جتنا وقت آپؐ گھر پر ہوتے تھے گھر والوں کی مدد اور خدمت میں مصروف رہتے یہاں تک کہ آپؐ کو نماز کا بلاوہ آجاتا اور آپؐ مسجد میں تشریف لے جاتے۔

(صحیح بخاری۔ کتاب الادب)

حدیث میں آتا ہے کہ آپؐ گھر میں ہنستے کھیلتے، اہل وعیال سے خندہ پیشانی سے پیش آتے ازواج مطہراتؓ سے مزاح کرتے، اِن کی دلداری فرماتے۔ گھر کے کاموں میں مدد فرماتے اگر کوئی بیوی آٹا گوندھ رہی ہوتی تو پانی لا دیتے، کھانا تیار ہو رہا ہوتا تو چولہے میں لکڑیاں ڈال دیتے۔ گویا بلاتکلف گھر کے کام کاج کرتے۔

آیئے! اب رسول اللہ ﷺ کی مقدس زندگی میں حسن معاشرت کے چند واقعات پر نظر ڈالتے ہیں۔ لیکن اس سے پہلے میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ آج کے اس دور میں عائلی زندگی میں تلخیوں کا ایک بنیادی سبب یہ بھی ہے کہ کاروباری یا بعض اوقات تفریحی مصروفیت کے نام پر میاں بیوی ایک دوسرے سے بات کرنے کا وقت بھی نہیں نکال پاتے۔ اور اس دور کی ایجادات سیل فون، ٹیبلٹس، ٹی وی وغیرہ میں اس قدر مگن رہتے ہیں کہ ایک چھت کے نیچے رہتے ہوئے بھی میاں بیوی ایک دوسرے سے بات نہیں کرتے۔ اور بعض اوقات یہ رویہ ایسا خطرناک ثابت ہوتا ہے کہ دُوریاں اور لاتعلقیاں بڑھ کر بالآخر عائلی زندگی کی بربادی کا موجب ہو جاتی ہیں۔

بعض لوگ یہ توجیہ پیش کرتے ہیں کہ ہمارے مزاج مختلف ہیں۔ دلچسپیاں مختلف ہیں۔ لیکن یہ محض بگڑے ہوئے مزاج والوں کی توجیہات ہیں۔

اگر ہم اس پہلو سے آپؐ کا نمونہ دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ اپنی ازواج مطہراتؓ کے ساتھ ان کی دلچسپیوں اور ان کے معیار کے مطابق گفتگو فرماتے تھے۔ جیسے حضرت سودہؓ بہت سادہ طبیعت کی تھیں اِن سے اُن کے مزاج کے مطابق گفتگو کا سلسلہ رہتا۔ آپؐ ان کی سادہ باتوں سے محظوظ ہوتے تھے۔

حضرت سودہؓ کی سادگی کا یہ عالم تھا کہ جن دنوں نبی کریم ﷺ نے دجال کے بارہ میں خبریں بیان فرمائیں۔ تو حضرت سودہؓ دجال کے متعلق باتیں سن کر ایسی خوفزدہ ہوئیں کہ کہیں چھپ گئیں۔ لیکن آپؐ ان کی اس معصومانہ حرکت سے بھی بہت محظوظ ہوئے۔

اسی طرح ایک واقعہ یہ بھی ملتا ہے کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ کمرہ میں ہوا کا جھونکا آیا تو الماری کا وہ پردہ ہٹ گیا۔ جس کے پیچھے میری کھیلنے کی گڑیاں رکھی تھیں۔ رسولِ کریم ﷺ دیکھ کر فرمانے لگے کہ عائشہؓ یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کی کہ حضورؐ میری گڑیاں ہیں۔ آنحضورؐ اس توجہ سے یہ سب کچھ ملاحظہ فرما رہے تھے کہ گڑیوں کے درمیان میں دو پروں والا ایک گھوڑا آپؐ نے دیکھا تو اس کے بارہ میں پوچھا کہ عائشہؓ ان گڑیوں کے درمیان میں کیا رکھا ہے۔ میں نے کہا گھوڑا ہے۔ آپؐ نے مسکراتے ہوئے فرمایا مگر تعجب کے رنگ میں کہا، اس گھوڑے کے دو پر ہیں؟ میں نے کہا آپؐ نے سنا نہیں کہ سلیمان کے گھوڑوں کے پر ہوتے تھے۔ اس پر آنحضورؐ ہنسے اور اتنا ہنسے کہ مجھے آپؐ کے دندان مبارک نظر آنے لگے۔ (اُسوۂ انسان کامل، صفحہ 638)

سامعین کرام!

آنحضورؐ کا تعلق تمام بیویوں کے ساتھ ہی بہترین خوشگوار عائلی زندگی کا نمونہ ہے لیکن حضرت خدیجہؓ کے ساتھ آپؐ کا جو وفا کا تعلق تھا وہ بے مثال ہے۔ اور بلاشبہ روئے زمین پر عائلی زندگی کا

بہترین نمونہ یہ جوڑا تھا۔

آنحضورؐ ہمیشہ محبت اور وفا کے جذبات کے ساتھ حضرت خدیجہؓ کا محبت بھرا سلوک یاد رکھتے اور آپ کی وفاؤں کے تذکرے کرتے تھکتے نہ تھے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ مجھے نبی کریم ﷺ کی کسی دوسری زندہ بیوی کے ساتھ بھی اس قدر غیرت نہ ہوئی جس قدر حضرت خدیجہؓ کے ساتھ ہوئی، حالانکہ وہ میری شادی سے تین سال قبل وفات پا چکی تھیں۔

فرماتی تھیں کہ کبھی تو میں اکتا کر کہہ دیتی یا رسول اللہؐ خدا نے آپؐ کو اس قدر بیویاں عطا فرمائی ہیں۔ اب اس بڑھیا کا ذکر جانے دیں۔ آپؐ فرماتے نہیں نہیں۔ خدیجہؓ اس وقت میرے ساتھ تھیں جب میں تنہا تھا۔ وہ اس وقت میری سپر بنیں جب میں بے یارومددگار تھا۔ وہ اپنے مال کے ساتھ مجھ پر فدا ہوگئیں اور اللہ تعالیٰ نے مجھے ان سے اولاد بھی عطا کی۔ انہوں نے اس وقت میری تصدیق کی جب لوگوں نے مجھے جھٹلا دیا تھا۔

حضرت خدیجہؓ نے تو اپنا سارا مال اور غلام آپؐ کی خدمت میں پیش کر دیئے اور پھر اسی محبت کے نتیجہ میں وہ ہر مشکل میں آپؐ کے ساتھ کھڑی ہوئیں۔ آپؓ کی فدائیت کا یہ عالم تھا کہ وہ کبھی اپنے مال کی اس بے دریغ تقسیم پر کوئی حرف شکایت زبان پر نہ لائیں۔ آپؐ سے کوئی شکوہ نہیں کیا بلکہ ہمیشہ آپؐ کی تعریف میں رطب اللسان ہی رہیں اور جب تک زندہ رہیں مکہ کے شدید دور ابتلا میں آپؐ کی سپر اور پناہ بن کر رہیں۔

سامعین کرام!

ایک طرف تو یہ اُسوہ ہمارے سامنے ہے اور دوسری طرف یہ بھی لمحہ فکریہ ہے کہ بعض افراد جماعت میں میاں بیوی کے مالی معاملات کے جھگڑے اور جائیداد وغیرہ کے جھگڑے پیدا ہو جاتے ہیں اور نوعیت قضا اور پولیس تک پہنچ جاتی۔ اگر میاں بیوی میں ایسی وفا اور اخلاص ہو تو یہ صورت کبھی پیدا نہ ہو۔

حضرات!

بعض معاشروں میں عورت پر پردہ کے نام پر بھی بے حد سختی کی جاتی ہے اور ہر قسم کی تفریح کو ناجائز سمجھا جاتا ہے۔ آپؐ نے اپنے نمونہ سے اس بارہ میں بھی ہماری رہنمائی فرمائی ہے۔

ایک عید کے موقع پر اہل حبشہ مسجد نبوی کے صحن میں جنگی کرتب دکھا رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ حضرت عائشہؓ سے فرماتے ہیں کہ کیا تم یہ کرتب دیکھنا پسند کرو گی اور پھر ان کی خواہش پر انہیں اپنے پیچھے کھڑا کر لیتے ہیں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں دیر تک آپؐ کا سہارا لے کر پیچھے کھڑی رہی آپؐ میرا بوجھ سنبھالے کھڑے رہے۔ یہاں تک کہ میں خود تھک گئی تو آپؐ نے فرمایا۔ اچھا اب گھر چلی جاؤ۔

خوشگوار عائلی زندگی کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ دونوں ایک دوسرے کے مزاج اور عادات اور احساسات سے خوب آشنا ہوں۔ آپؐ اپنی ازواج مطہراتؓ کے مزاج اور ان کی عادات سے خوب واقف تھے۔ اور ان کی تمام ضروریات کا خیال رکھتے۔

ایک دفعہ حضرت عائشہؓ سے فرمانے لگے کہ اے عائشہؓ میں تمہاری ناراضگی اور خوشی کو خوب پہچانتا ہوں۔ حضرت عائشہ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ وہ کیسے؟ فرمایا جب تم مجھ سے خوش ہوتی ہو تو اپنی گفتگو میں ربِ محمدؐ کہہ کر قسم کھاتی ہو اور جب ناراض ہوتی ہو تو رب ابراہیم کہہ کر بات کرتی ہو۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ ہاں یا رسول اللہ یہ تو ٹھیک ہے مگر میں تو صرف زبان سے ہی آپؐ کا نام چھوڑتی ہوں۔ (دل سے تو آپؐ کی محبت نہیں جا سکتی)

(اُسوۂ انسان کامل۔ صفحہ 651-655)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

''آپؐ اپنی بیویوں کے سب احساسات کا خیال رکھتے۔ گھر کے کام کاج میں ان کا ہاتھ بٹاتے۔ اُن سے پیار کرتے، اُن کی دلداری کے لئے باریک در باریک راہیں تلاش کرتے۔ ایک بیوی نے ایک گلاس سے پانی پیا تو اسی جگہ پر منہ رکھ کر خود پانی پی لیا۔ ... اگر کوئی بیوی بیمار ہوتی تو آپؐ ان کی بیماری کو اپنی بیماری سمجھتے اور ان سے بھی زیادہ ان کے درد کو محسوس کرتے۔ ان کے جذبات کا خیال رکھتے۔ اور انہیں اپنے عزیزوں سے جدا نہ کرتے بلکہ تعلق بڑھانے میں مدد کرتے۔ اپنی ایک بیوی ام حبیبہؓ کے گھر میں آپؐ داخل ہوئے وہ اپنے بھائی معاویہؓ کو پیار کر رہی تھیں۔ آپؐ بہن بھائی کی محبت کو طبعی تقاضوں کا ایک خوبصورت جلوہ تصور فرماتے ہوئے پاس بیٹھ گئے اور پوچھا ام حبیبہؓ کیا معاویہؓ تمہیں پیارا ہے؟ ام حبیبہؓ نے جواب دیا۔ ہاں یا رسول اللہ۔ فرمایا اگر یہ تمہیں پیارا ہے تو مجھے بھی پیارا ہے۔ بیوی کا دل اس جواب کو سن کر کس قدر خوشی سے اچھلا ہوگا کہ میرے رشتہ داروں کو یہ غیریت کی نگاہ سے نہیں بلکہ میری نگاہ سے دیکھتے ہیں اور مجھ سے اس قدر محبت رکھتے ہیں کہ جو مجھے جس قدر پیارا ہو اسی قدر ان کو بھی پیارا ہوتا ہے۔''

(رسول کریم ﷺ ایک انسان کی حیثیت میں۔ انوار العلوم۔ جلد 10 صفحہ 547)

معزز سامعین!

آپؐ کے اُسوہ کا مطالعہ کرتے ہوئے خوشگوار عائلی زندگی کا ایک اہم ترین پہلو یہ بھی سامنے آتا ہے۔ آپؐ نے اپنے گھر کے تمام افراد کا دل تقویٰ، عبادت زہد اور قناعت سے بھر دیا تھا۔ جیسا آپؐ کا دل دنیا کی مال و متاع کی حرص سے خالی تھا اسی طرح آپؐ نے اہل و عیال میں بھی نیکی تقویٰ اور عبادت کی روح پھونک دی تھی۔

آپؐ کے گھر کے ہر فرد کی توجہ عبادت کی طرف مرکوز تھی۔ اور یہ آپؐ کی تربیت کا اثر تھا۔

آپؐ فرمایا کرتے تھے کہ بہت خوش قسمت ہیں وہ میاں بیوی جو ایک دوسرے کو نماز اور عبادت کے لئے بیدار کرتے ہیں اور اگر ایک نہ جاگے تو دوسرا اس پر پانی کے چھینٹے پھینک کر اسے جگائے۔ اپنے اہل خانہ کے ساتھ آپؐ کا یہی سلوک تھا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضورؐ رات کو نماز تہجد کی ادائیگی کے لئے اٹھتے اور عبادت کرتے تھے۔ جب طلوع فجر میں تھوڑا سا وقت باقی رہ جاتا تو مجھے بھی جگاتے اور فرماتے تم بھی دو رکعت ادا کرلو۔

ایک رات کا ذکر ہے کہ آنحضرت ﷺ نماز تہجد کے لئے اٹھے ہوئے تھے۔ وحی الٰہی کے ذریعہ سے آپؐ کو آئندہ کے احوال اور فتنوں کی کچھ خبریں بتائی گئیں جس کے بعد ایک پریشانی اور گھبراہٹ کے عالم میں آپؐ بیویوں کو نماز اور دعا کے لئے جگانے لگے۔ اور فرمایا ان حجروں میں سونے والیوں کو جگاؤ اور پھر اس نصیحت کو مزید اثر انگیز بنانے کے لئے فرمایا: دنیا میں کتنی ہی عورتیں ہیں جو ظاہری لباسوں کے لحاظ سے بہت خوش پوش ہیں مگر قیامت کے دن جب یہ لباس کام نہ آئیں گے اور صرف تقویٰ کے لباس کی ضرورت ہوگی تو وہ اس لباس سے عاری ہوں گی۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

''حضرت عائشہؓ کے دل کی گہرائیوں کو ہم ٹٹولتے ہیں تو اس میں آنحضور ﷺ کی محبت کا گہرا نقش پاتے ہیں۔ سالہا سال گزر جاتے ہیں اور آپؓ کے پاس کثرت سے روپیہ آنے لگتا ہے اور ثابت ہے کہ ایک ایک دن میں لاکھ لاکھ روپیہ آپؓ کے پاس آیا۔ مگر آپؓ کی سادگی میں فرق نہیں آیا۔ اور آپؓ نے وہ سب کا سب شام تک تقسیم کر دیا۔ ایک دن صبح سے شام تک آپؓ نے قریباً ایک لاکھ روپیہ تقسیم کر دیا۔ اگر آنحضرت ﷺ کی محبت کا نقش اس قدر گہرا نہ ہوتا تو آپؓ روپیہ ملنے پر ضرور یہ طریق بدل دیتیں مگر حالت یہ تھی کہ ایک دفعہ آپؓ میدہ کی روٹی کھانے لگیں۔ نرم نرم پھلکے تھے مگر آپؓ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور کسی ہمجولی نے دریافت کیا تو فرمایا۔ مَیں اس لئے روتی ہوں کہ اگر آج آنحضرت ﷺ زندہ ہوتے تو یہ نرم پھلکے انہیں کھلاتی۔ غور کرو یہ کتنا گہرا

نقش ہے۔ کتنے ہیں جو وفات کے بعد مرنے والوں کو اس طرح یاد رکھتے ہیں۔ حضرت عائشہؓ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ بتاتا ہے کہ آپؓ کا دل آنحضرت ﷺ کی محبت سے لبریز تھا۔

(انوار العلوم۔ جلد 12، صفحہ 362)

آپؐ کی ایک زوجہؓ کا عبادت میں شغف کا یہ حال تھا کہ ایک رسی لٹکائی ہوئی تھی تاکہ تہجد کی نماز پڑھتے پڑھتے تھک جائیں تو اس کا سہارا لے لیں۔ یہ رسی دیکھ کر آپؐ کو یہ کہنا پڑا کہ اتنی ہی عبادت کریں جتنی تم میں طاقت ہے۔

اسی طرح آپؐ کی ایک زوجہ ام المساکینؓ کا لقب پاتی ہیں۔ تو دوسری لمبے ہاتھوں والی یعنی سخاوت کرنے والی کہلاتی ہیں۔

یہ سب آپؐ کی محبت اور حسن معاشرت اور تربیت کا نتیجہ تھا کہ بیویاں ایک دوسرے سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی رضا اور آپؐ کی خوشنودی کی متلاشی نظر آتی ہیں۔

الغرض آنحضرت ﷺ کی تمام ازواج مبارکہؓ آپؐ کے حسن سلوک اور حسن معاشرت کی وجہ سے رسولِ کریم ﷺ پر فدا تھیں اور کسی ایک نے بھی آنحضورؐ سے علیحدہ ہونے کا مطالبہ تو درکنار تصور بھی نہیں کیا۔ بلکہ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ اختیار دیا گیا کہ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ۝ (سورۃ الاحزاب 29:33)

یعنی اے ازواج اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی زینت کی خواہاں ہو تو آؤ میں تمہیں دنیاوی متاع دے کر جدا کرکے عمدگی سے رخصت کردیتا ہوں۔

تو رسولِ کریم ﷺ نے باری باری سب بیویوں سے ان کی مرضی پوچھی کہ وہ حضور ﷺ کے ساتھ فقر و غربت میں گزارہ کرنا پسند کرتی ہیں یا دنیاوی مال و متاع چاہتی ہیں تو سب بیویوں نے بلا توقف یہی مرضی ظاہر کی کہ وہ کسی حال میں بھی رسول اللہ ﷺ کی رفاقت کو چھوڑنا گوارا نہیں کرتیں۔

پس اے مسیح محمدی کے وجود کی سرسبز شاخو! آج خدا کا مسیح اور اس کے خلفاء تمہیں اُسوۂ نبی ﷺ کو زندہ کرکے دنیا کو امن کا گہوارہ بنانے کی طرف بلا رہے ہیں۔

آنحضور ﷺ نے معاشرہ میں امن کی فضا پیدا کرنے کے لئے مختلف قبائل میں شادیاں کیں۔ ان میں سے بعض ایسے تھے جو آپؐ کے جانی دشمن تھے اور آپؐ سے جنگیں بھی کرچکے تھے۔ لیکن آپؐ کی حسن معاشرت کا معجزہ تھا کہ آپؐ کے عقد میں آنے کے بعد وہ ازواج نہ صرف خود بلکہ ان کے قبائل بھی آپؐ کے حسن و احسان کے ثنا خواں بن گئے۔

حضرت جویریہؓ کا باپ حارث بن ابی ضرار بنو مصطلق کا سردار تھا اور اسلام دشمنی میں پیش پیش تھا۔ یہ قبیلہ لوٹ مار اور ڈاکہ زنی میں مشہور تھا۔ غزوہ بنو مصطلق کے بعد حارث بن ابی ضرار کی بیٹی برہ (حضرت جویریہ) سے آنحضرت ﷺ نے شادی کی۔ صحابہؓ نے جب یہ دیکھا کہ ان کے محبوب آقا ﷺ نے قبیلہ کی رئیس زادی کو شرف ازدواجی عطا فرمایا ہے تو انہوں نے اس قبیلے کے سب لوگوں کو آزاد کردیا۔ اس رشتہ اور احسان کا یہ نتیجہ نکلا کہ بنو مصطلق کے لوگ بہت جلد اسلام کی تعلیم سے متاثر ہو کر اپنی بری عادات چھوڑ کر نیک نمونہ اختیار کرنے لگے اور حلقہ بگوش اسلام ہوگئے۔

اسی طرح حضرت ام حبیبہؓ جو ابوسفیان معروف سرداران قریش میں سے تھا کی بیٹی تھیں۔ آنحضورؐ سے نکاح کے بعد ام حبیبہؓ یہ گوارا نہیں کرتی تھیں کہ ان کا مشرک باپ رسول اللہؐ کے پاکیزہ بستر کو چھوئے۔ یہاں تک کہ اپنے باپ ابوسفیان کو بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر بیٹھنے سے منع کردیا۔

ام المومنین حضرت صفیہؓ بھی رسول اللہ ﷺ کے شدید معاند اور یہودی قبیلہ بنی نضیر کے مشہور سردار حیی بن اخطب کی بیٹی تھیں۔ جنگ خیبر میں حضرت صفیہؓ کا باپ اور ان کا خاوند مسلمانوں سے لڑتے ہوئے مارے گئے تھے مگر آنحضرت ﷺ نے پھر بھی اہلِ خیبر پر احسان فرماتے ہوئے حضرت صفیہؓ کو اپنے عقد میں لینا پسند فرمایا۔ اپنے جانی دشمن کی بیٹی کو اپنی شفقتوں اور احسانوں سے جس طرح اپنا گرویدہ کیا اور ان کا دل جیتا وہ بلاشبہ آپؐ کی عائلی زندگی اور حسن معاشرت کا حسین پہلو ہے۔ خیبر سے واپسی کا وقت آیا تو صحابہ کرام نے یہ خوبصورت نظارہ دیکھا کہ آنحضرت ﷺ اونٹ پر حضرت صفیہؓ کے لئے خود جگہ بنا رہے ہیں۔ اور وہ عبا جو آپؐ نے زیب تن کر رکھی تھی اتاری اور اسے تہہ کرکے حضرت صفیہؓ کے بیٹھنے کی جگہ پر بچھا دیا۔ پھر ان کو سوار کراتے وقت اپنا گھٹنا ان کے آگے جھکا دیا۔ اور فرمایا اس پر پاؤں رکھ کر اونٹ پر سوار ہوجاؤ۔

خود حضرت صفیہؓ کا بیان ہے کہ چونکہ جنگ خیبر میں رسول اللہؐ کے ذریعہ میرے باپ اور خاوند مارے گئے تھے، اس لئے میرے دل میں آپؐ کے لئے انتہائی نفرت تھی مگر آپؐ نے میرے ساتھ ایسا حسن سلوک فرمایا کہ میرے دل کی سب کدورتیں جاتی رہیں۔ رات کو جب ایک جگہ پڑاؤ کیا تو فرمایا دیکھو تمہارا باپ میرے خلاف تمام عرب کو کھینچ لایا تھا اور ہم پر حملہ کرنے میں پہل اُس نے کی تھی۔ جس کی بنا پر مجبوراً تیری قوم کے ساتھ ہمیں یہ سب کچھ کرنا پڑا۔ حضرت صفیہؓ بیان کرتی ہیں اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جب میں رسول کریم ﷺ کے پاس سے اٹھی تو آپؐ کی محبت میرے دل میں ایسی رچ بس چکی تھی کہ دنیا میں آپؐ سے بڑھ کر مجھے کوئی پیارا نہ رہا۔ (اُسوۂ انسان کامل۔ صفحہ 642 ۔ 643)

رسولِ کریم ﷺ کی اس حسین و جمیل عائلی زندگی کا ہی نتیجہ تھا کہ آپؐ کی تمام ازواج مطہراتؓ نے بھی ہمیشہ آپؐ کے ساتھ کامل وفا کا اظہار کیا۔ اور ہم تمام ازواج مطہراتؓ کے دل میں آنحضرت ﷺ کی محبت کا بہت گہرا نقش پاتے ہیں۔

سامعین کرام! یہ وقت ہے کہ ہم آنحضور ﷺ کے اسوہ پر چل کر اسی دنیا میں خوشگوار عائلی زندگی سے جنت کے معاشرہ کی تصویر کشی کریں۔ ہم میں سے ہر ایک آپؐ کی محبت کا دعویدار ہے اور یقیناً اس محبت کے دعویٰ میں سچا ہے۔ تو آئیں آپؐ کی سیرت کے اس پہلو پر بھی عمل کریں۔

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ بھی ہماری محبت کا تقاضا یہی ہے کہ ہم خوشگوار عائلی زندگیوں کے نمونے قائم کریں۔

آپ نے کچھ ہی دن پہلے خطبہ جمعہ 19 مئی 2017ء میں بڑے درد کے ساتھ جماعت کو اس طرف دلائی ہے اور فرمایا:

”پس ہر اُس شخص کو جس کا اپنی بیویوں سے اچھا سلوک نہیں ہے، جائزہ لینا چاہئے کہ اچھے اخلاق اور بیویوں سے اچھے سلوک کا مظاہرہ صرف ظاہری اچھا خُلق نہیں ہے۔ بلکہ آپؐ نے فرمایا کہ ایمان کے معیار کی بلندی کی بھی نشانی ہے۔“

(ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ 9 جون 2017ء، صفحہ 6)

پیارے امام نے تمام دنیا کے احمدیوں اور تمام ذیلی تنظیموں کو یہ تاکید فرمائی ہے کہ تربیت کے پروگراموں میں اس طرف توجہ کریں۔ فرمایا:

”جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ ہندوستان یا پاکستان سے بھی عورتیں اپنے خاوندوں کے ظلموں کے بارہ میں لکھتی ہیں۔ دونوں جگہ، قادیان میں بھی اور پاکستان میں بھی نظارت اصلاح وارشاد اور ذیلی تنظیموں کو اس طرف توجہ دینی چاہئے اور باقی دنیا میں بھی اپنی تربیت کے پروگرام کی طرف زیادہ توجہ دینی چاہئے۔

(باقی صفحہ 31)

نویں قسط

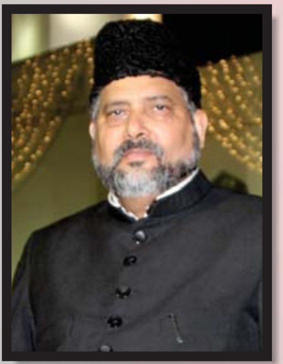

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورہ کینیڈا 2016ء

پیس سمپوزیم میں شامل مہمانوں کے تاثرات، جامعہ احمدیہ، مدرستہ الحفظ اور عائشہ اکیڈمی، عرب احمدیوں کے ایک پروگرام میں حضور انور کی تشریف آوری، انفرادی ملاقاتیں، تقریب آمین

مکرم مولانا عبدالماجد طاہر صاحب، ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن

اللہ تعالیٰ کے فضل سے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا کینیڈا 2016ء کا دورہ نہایت کامیاب و کامران، ایمان افروز واقعات، شاندار فتوحات اور عظیم الشان نشانات سے معمور، بے شمار برکات اور دُور رس نتائج کا حامل رہا ہے۔

یہ دورہ کئی حوالوں سے تاریخی اہمیت کا حامل تھا۔ ایک تو جماعت احمدیہ کینیڈا نے جماعت کے پچاس سال مکمل ہونے کی مناسبت سے بعض تقریبات کا اہتمام کیا تھا۔ دوسرے تین مساجد کا افتتاح ہونا تھا۔ تیسرے ملک شام سے دوصد کے قریب احمدی آئے ہوئے تھے۔ ان کی اکثریت نومبائعین کی تھی اور انہوں نے پہلے کبھی کسی خلیفہ کو نہ بالمشافہ دیکھا تھا اور نہ کبھی ملاقات کی تھی۔

اس بابرکت دورہ کی تفصیلی روداد مکرم عبدالماجد طاہر صاحب ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن نے بڑی محنت سے سپرد قلم فرمائی ہے جو ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن میں قسط وار مسلسل چھپ چکی ہیں۔ اور افادۂ عام کے لئے احمدیہ گزٹ کینیڈا میں بھی قسط وار ہدیہ قارئین کی جارہی ہے۔

(ایڈیٹر)

22 اکتوبر بروز ہفتہ 2016ء

(حصہ دوم)

پیس سمپوزیم میں شامل مہمانوں کے تاثرات

حضور انور کے آج کے خطاب نے مہمانوں کے دلوں پر گہرا اثر کیا۔ اس حوالہ سے بہت سے مہمانوں نے اپنے خیالات اور دلی جذبات کا اظہار کیا۔

☆ پادری چارلز اولانگو (Pastor Charles Olango-Uganda Martyrs United Church of Canada) نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: جہاں تک میں نے دیکھا ہے خلیفۃ المسیح اسلام کے سب سے بہترین رہنما ہیں۔ اور جس طریقہ سے اور جن باتوں کا حضور نے ذکر کیا ہے وہ خدا تعالیٰ کی منشاء کے عین مطابق ہے اور باقی مسلمان راہنماؤں کو بھی اسی طریق پر پیغام پہنچانا چاہئے۔ اسلام اپنے ماننے والوں کو اس بات کا پابند کرتا ہے کہ وہ دوسرے مذاہب کے پیروکاروں کی بھی حفاظت کریں اور یہ اسلامی تعلیم میں نے پہلی بار سنی ہے۔ اور میں حضور کی تقریر سے نہایت متاثر ہوا ہوں اور حضور کی خواہش تھی کہ تمام ادیان اور مذاہب کے راہنما مل بیٹھ کر بات چیت کرسکیں۔

☆ ایلس۔ مالٹن انٹاریو (Alice Malton Ontario) نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: میں خلیفۃ المسیح کے دورہ کو خاص اشتیاق سے دیکھ رہی ہوں، کچھ ماہ پہلے جلسہ سالانہ یوکے کے موقع پر اور پھر جلسہ سالانہ کینیڈا پر اور حضور کے پارلیمنٹ کے دورہ پر جب وزیر اعظم سے بھی ملاقات ہوئی میری دلی تمنا تھی کہ خلیفۃ المسیح سے ملاقات ہوسکے اور آج ملاقات ہوگئی۔ حضور کا پیغام نہایت پرزور تھا اور آپ دنیا میں ایک ایسے شخص ہیں جو امن اور سلامتی اور محبت سب کے لئے چاہتے ہیں۔ میں اپنے جذبات کو الفاظ میں بیان نہیں کرسکتی۔

☆ ہائڈی مینوٹی (Heidi Minuti Retired Teacher) نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: خلیفۃ المسیح سے ملاقات کے بعد میں جذبات سے لبریز ہوں۔ میں حضور کے امن پسند پیغام سے بہت متاثر ہوں اور حضور ہم سب کے لئے مشعل راہ ہیں اگر ہم ان کا پیغام سنیں اور عمل کریں۔

☆ گریگ کینیڈی (Greg Kennedy) نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: میں آج اپنی بہن کے ساتھ آیا ہوں کیونکہ اس نے ماضی قریب میں ہی اسلام قبول کیا ہے اور ہم دیکھنا چاہتے تھے کہ جماعت احمدیہ کی کیا تعلیمات ہیں۔ اور حضور کا پیغام سن کر میری خوشی کی انتہا نہ رہی کہ میری بہن اتنی محبت کرنے والے اور ساتھ دینے والے اور لوگوں کی خدمت کرنے والے لوگوں میں شامل ہوئی ہے۔ جو باتیں میں نے آج سیکھی ہیں میں ان سے بہت خوش ہوں۔

☆ سوزن فینل۔ میئر آف بریمپٹن (Susan Fennel - Former Mayor of Brampton) نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: میں جماعت احمدیہ کو گزشتہ 30 سال سے جانتی ہوں اور کئی پروگرام جن میں خلیفۃ المسیح نے شمولیت اختیار کی تھی میں بھی ان میں شامل ہوچکی ہوں۔ اور یہ میرے لئے باعث اعزاز ہے کہ مجھے آج کے پروگرام میں بھی مدعو کیا گیا۔ حضور کا پیغام ہمیشہ ہی امن کا گہوارہ ہوتا ہے اور محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں کا اعلان کررہا ہوتا ہے۔ اور میں لوگوں کو یہ بتانا چاہتی ہوں، خاص طور پر ان لوگوں کو جو اللہ کا پیغام نہیں سمجھتے کہ یہ ایک امن کا پیغام ہے اس میں ایسی کوئی بات نہیں کہ لوگوں کو یا جانوروں کو یا کسی جاندار چیز کو نقصان پہنچایا جائے۔ یہ ہے خدا کا پیغام ہم سب کے لئے۔

☆ ریورنڈ روبرٹ لائیل (Reverend Robert loyal - Minister a St. Andrews Presbyterian Church) نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: میں آج کے خطاب سے بہت متاثر ہوا ہوں۔

اوراس کی وجہ حضور کا پیغام تھا جس میں امن، محبت اور امید کا پیغام تھا اور یہ ایسا پیغام ہے جس کا رنگ، نسل، شرق وغرب، کسی خاص وقت یا جگہ سے تعلق نہیں بلکہ تمام دنیا کے لوگوں کے لئے تھا اور اس خطاب کی اہمیت یہ بھی ہے کہ دنیا میں بہت سی غلط معلومات اور افواہیں اور خوف وہراس پھیلا ہوا ہے لیکن آج کے پیغام میں یہ بات واضح تھی کہ ہمارے درمیان مشترک چیزیں زیادہ ہیں اور اختلاف کی باتیں کم ہیں۔ یہ ایک بہت بڑی خوشخبری ہے جسے لوگوں کو سننے کی ضرورت ہے۔

☆ ڈاکٹر ای این برک (Dr. Ian Burke- PC Party Ontario Representative) نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: میں حضور کے لئے نیک تمناؤں کا اظہار کرتا ہوں۔ میں نے حضور کے خطاب کو نہایت متاثر کن پایا۔ آپ کا پیغام محبت اور عدل وانصاف کا پیغام تھا۔ میری خواہش ہے کہ حضور کا یہ پیغام اور پھیلے۔

☆ الما (Alma) ٹورانٹو میں ٹیچر ہیں۔ انہوں نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: میرے خیال میں یہ نہایت خوش کن بات ہے کہ حضور دنیا بھر کے لئے امن کا پیغام پیش کر رہے ہیں اور پیغام کو صرف مسلمانوں تک محدود نہیں کیا بلکہ تمام رنگ و نسل کے لوگوں کے لئے آپ کا پیغام تھا۔ اور آپ کا پیغام نہایت اہمیت کا حامل ہے اگر ہم دنیا کے حالات کا جائزہ لیں۔ اس لئے میں سمجھتی ہوں کہ یہ واضح پیغام تھا اور سب کو یہ سننا چاہئے۔

☆ ماسمو جنوبال۔ نائب پرنسپل کیتھولک اسکول (Massmo Janobal - Vice principal of a Catholic School) نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: جب بھی مجھے اس طرح کے پرزور خطاب سننے کا موقع ملتا ہے تو میں ضرور شامل ہوتی ہوں۔ اور خلیفۃ المسیح کے خطاب میں بہت سی ایسی باتیں تھیں جنہیں میں ذاتی طور پر بھی مانتی ہوں۔ اس سے مجھے بہت خوشی ہوئی۔

☆ محمد الحلواجی۔ صدر نائل ایسوسی ایشن آف انٹاریو (Muhamed Elhalwagy - President of the Nile Association of Ontario) نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: آج کا پیغام نہایت واضح تھا کہ ہم سب کو محبت کے ساتھ رہنا چاہئے اور ہمیں کسی سے نفرت کی ضرورت نہیں۔ اگر ہم ایک دوسرے سے نفرت کرتے رہیں گے تو امن قائم نہیں ہوسکتا۔ جب میں نے حضور کا خطاب پارلیمنٹ میں سنا تو مجھے یقین نہیں آتا تھا کہ پارلیمنٹ میں اس طریق پر کوئی مسلمان راہنما اس طرح خطاب کرسکتا ہے۔ حضور میں خوف کی کوئی جھلک نظر نہیں آئی اور نہایت نڈر طریق پر آپ نے تقریر کی اور لوگوں کو یقین ہوگیا کہ یہی اسلام کا صحیح اور سچا پیغام ہے۔ اور آپ نے کہا کہ یہ جو جنگیں ہو رہی ہیں ان کے پیچھے کچھ لوگ ہیں جو اس سے فائدہ حاصل کر رہے ہیں۔ آج کے خطاب میں حضور نے محبت سب کے لئے، نفرت کسی سے نہیں کے حوالہ سے بات کی کہ یہ سب کا لائحہ عمل ہونا چاہئے اور یہی سچ ہے۔ میں 1980ء سے احمدی مسلمان ہوں اور گزشتہ 15-10 سالوں میں جماعت سے دور ہوگیا ہوں لیکن اب مجھے خیال آتا ہے کہ مجھے علماء کے ساتھ تعلق رکھنا چاہئے۔

☆ سانٹا الوئی۔ یوگینڈا مدر چرچ (Santa Aloi - Uganda Mother Church) نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: خلیفۃ المسیح کا آج کا پیغام عفوودرگزر اور قیام امن کے بارہ میں تھا۔ خاص طور پر یہ کہ سب مذاہب ایک خدا کو مانتے ہیں لیکن مختلف ناموں سے اسے یاد کرتے ہیں۔ اور حضور نے خاص طور پر مسلمانوں کو توجہ دلائی کہ تمہیں قیام امن کے لئے زیادہ کوشش کرنی ہے یہ سن کر مجھے بہت خوشی ہوئی۔

☆ سرندر سدھو (Surrinder Sidhu) نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: یہ ایک زبردست موقع تھا حضور کے خطاب کی وجہ سے جس میں آپ نے امن، محبت اور تمام دنیا کی بہتری کے بارہ میں باتیں بیان کیں۔

☆ فیڈل۔ طالب علم (Fidel- Student) نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: تمام پروگرام، حضور کا خطاب نہایت عمدہ تھا اور میرے دل میں اتر گیا۔ اور حضور سے ملاقات کو بیان کرنے کے میرے پاس الفاظ نہیں۔ یہ میری زندگی کا نہایت اہم تجربہ تھا۔

☆ شیعہ مسلمان طالب علم فرشتہ (Frishtah - Shia Muslim - Student) نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: حضور کا اسلام اور امن کے بارہ میں خطاب عین میری سوچ کے مطابق تھا۔ اور حضور کے چہرہ پر جو نور عیاں تھا بہت خوبصورت تھا۔

☆ گیرتھ کالوے اور ڈینا کالوے۔ (Garith Calaway & Daina Calaway) نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: نہایت مؤثر پیغام تھا۔ اور نہایت خوشکن تبدیلی تھی اس سے جو ہم روز دنیا میں دیکھتے ہیں۔

☆ باراکاتھ (Barakath) نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: آپ کا خطاب نہایت موثر اور دنیا کے تمام لوگوں کے لئے تھا۔ میری خواہش ہے کہ یہ پیغام دنیا کے تمام لوگوں تک پہنچ سکے۔

☆ لوسی کرانول۔ پبلک ریلیشن گائینیز اور کاریبین کمیونٹی (Lucy Cranwell- PR for the Guyanese & Caribbean Community) نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: خلیفہ کی تقریر سے میں نے بہت سی ایسی باتیں سیکھی ہیں جن کا مجھے پہلے علم نہ تھا۔ نہ صرف یہ کہ آپ نے خطاب فرمایا بلکہ اس بات سے بھی آگاہ کیا کہ ہم کیسے ایک دوسرے سے محبت کر سکتے ہیں۔ اور کس طرح تمام انسانیت ایک ہے۔ ان کی ایک بات کا مجھ پر گہرا اثر ہوا کہ بحیثیت انسان ہم کسی نہ کسی بات پر اختلاف کر سکتے ہیں لیکن ہماری کوشش یہ ہونی چاہئے کہ ہم اس کا حل کیسے نکال سکتے ہیں۔ ہمیں پہلے اپنی بات سمجھنے کی ضرورت ہے پھر ہم عدل وانصاف کے ساتھ مسائل حل کر سکتے ہیں۔ ایک اور بات جس نے مجھے ششدر کر دیا وہ یہ ہے کہ اگر ہم اپنے اختلافات دور نہ کریں اور مل کر رہنا نہیں سیکھ سکے تو پھر اس کے نتیجہ میں آنے والی نسلیں اس کا خمیازہ بھگتیں گی۔ ہمیں خدا نے بتایا ہے کہ ہمیں باوجود اپنے اختلافات کے مل کر رہنا چاہئے۔

☆ میگن طالب علم یارک یونیورسٹی (Megan- Student at York University) نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: مجھے آج یہاں آکر بہت خوشی ہوئی ہے۔ اور یہ دیکھ کر بہت اچھا لگ رہا ہے کہ جماعت احمدیہ کس طرح مختلف طبقات کے لوگوں کو قریب لا رہی ہے۔ اور میرے خیال میں اسی چیز کی دنیا کو ضرورت ہے۔

☆ ابوبکر یوسف ممبر زیتا کمیونٹی (Abu Bakr Yousaf - Member of Zumita Community) نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: جو میں نے سنا اور دیکھا اس سے میں بہت متاثر ہوا ہوں۔ حضور نے اپنے خطاب میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت سی مثالیں پیش کیں اور ہمیں توجہ دلائی کہ ہمیں ان پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ آپ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ سے یہ بھی ثابت کیا کہ انہوں نے جبراً کبھی بھی کسی کو اسلام میں داخل نہیں کیا۔ اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کس طرح تمام انسانیت کی خدمت کی۔ حضور نے قرآن کریم کے حوالہ سے بھی اسلامی تعلیم پر روشنی

ڈالی جیسا کہ قرآن کریم میں آتا ہے لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ۔ اور کس طرح آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عیسائی، یہودی، ہندو یا کسی بھی مذہب کے ماننے والوں کو ان کے حقوق دیئے اور توجہ دلائی کہ بحیثیت انسان ہم سب ایک ہیں۔ حضور نے اپنی تقریر میں دکھی انسانیت کی طرف بھی توجہ دلائی کہ ان کی مدد کرنا ہمارا فرض ہے۔ حضور بیان کر رہے تھے کہ ہمیں جبر، ظلم وتشدد اور خودغرضی کو چھوڑ کر مل کر رہنا ہوگا اور یہی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تعلیم دی ہے۔

☆ گنیش آئی ٹی پروفیشنل (Gannesh- IT Professional) نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: مجھے خلیفہ سے مل کر خوشی ہوئی اور اس طرح کے پروگرام میں شامل ہو کر خوشی محسوس کرتا ہوں۔

☆ مقصود طالب علم (Maqsood- Student) نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: کاش کہ ہم سب ایسا ہی سوچتے جیسا کہ حضور نے بیان کیا۔ میں حضور کے خطاب سے بہت متاثر ہوا ہوں۔ میں یہ پیغام اپنے ساتھ لے جاؤں گا اور اس کو اپنی زندگی کا حصہ بنانے کی کوشش کروں گا۔

☆ کرشہ (Krisha) نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: میرا یہاں آنا میرے لئے باعث عزت اور فخر ہے اور یہ تقریر جس کا موضوع امن تھا بہت اچھی تھی۔ ہم ٹیلیویژن پر بہت سی تقاریر سنتے ہیں جس میں جنگ وجدل اور نفرت پھیلائی جاتی ہے۔ اس لئے یہ محبت اور امن پسند باتیں سن کر خوشی ہوئی۔

☆ شانٹیل (Chantelle) نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: مجھے یہاں آکر بہت خوشی ہوئی اور آپ لوگوں کا مجھے مدعو کرنا میرے لئے باعث فخر ہے۔ اور تقریر میں ان باتوں کا ذکر تھا کہ ہم کیسے مل کر رہ سکتے ہیں اور میں امید کرتی ہوں کہ اور لوگ بھی اس پیغام کو سن سکیں گے۔

☆ انیتا ثمرہ (Anita Samra) نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: یہ ایک نایاب موقع تھا خلیفہ کی تقریر سننے کا اور اسلامی کمیونٹی کو دیکھنے کا۔ میرے لئے نہایت خوشی کا باعث ہے اور مجھے حضور کے آٹوگراف لینے کا موقع بھی ملا۔

☆ ہیو کورٹنی۔ ڈیزائنر (Hugh Courtney- Designer from Toronto) نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: حضور کا خطاب نہایت پُر تاثیر تھا۔ میں بہت خوش اور متاثر ہوں۔ خلیفہ میں ایک رعب ہے اور جب میں آپ کے قریب پہنچی تو ایک لرزہ سا مجھ پہ طاری تھا اس لئے یقیناً آپ میں کوئی قوت (قدسی) ہے۔ حضور ایک عاجز انسان ہیں اور یہ عاجزی انسان محسوس کرسکتا ہے۔

☆ فرانسس عطاو - ممبر آف یوگینڈا میٹرز چرچ (Francis Atao - Member of Uganda Matters Church of Canada) نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: خلیفہ نے اپنی تقریر میں بتایا کہ ہم کس طرح اس قول یعنی ''محبت سب کے لئے'' کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنا سکتے ہیں۔ اور آپ نے خود اپنے عمل سے دکھایا کہ کس طرح ہم اس پر عمل پیرا ہو سکتے ہیں۔ آپ نے اسلامی تعلیمات پر روشنی ڈالی جس سے واضح ہو گیا کہ جو باتیں میڈیا میں اسلام پر کی جاتی ہیں وہ جھوٹ ہیں اور جو باتیں خلیفہ نے بیان کیں وہ سچ ہیں اور یہ کہ حقیقی مسلمان دوسروں کی بھی حفاظت کرتے ہیں۔

☆ جیک گرین برگ انٹاریو پی سی یوتھ ایسوسی ایشن (Jack Greenberg- Ontario PC Youth Association) نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: خلیفہ کی تقریر جذبات سے بھری تھی جس سے میری بہت حوصلہ افزائی ہوئی اور آپ نے اپنے خطاب میں دنیا میں قیام امن کے حوالہ سے گفتگو فرمائی۔ میرے خیال میں خلیفہ نہ صرف احمدیوں کے لئے بلکہ تمام مسلمانوں کے لئے ایک زبردست آواز ہیں۔ خلیفہ نے یہ جو بات فرمائی اس کا مجھ پر گہرا اثر ہوا کہ ہم ایک اور جنگ عظیم برداشت نہیں کرسکتے۔ اور یہ کہ تمام قوموں کو مل کر کام کرنا ہے اور اپنا اپنا کردار ادا کرنا ہے۔

☆ پیارا سنگھ کادووال مصنف (Pyaara Singh kadowal - Writer) نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: جو الفاظ حضور نے بیان فرمائے قیام امن کے لئے نہایت ضروری ہیں۔ اگر ہم ان آدھی نصائح پر بھی عمل کر سکیں تو ہماری انفرادی اور معاشرتی زندگیوں میں امن قائم ہو جائے گا جو جنگیں ہو رہی ہیں وہ ختم ہو جائیں گی۔ میں آج کی تقریر سے بے حد متاثر ہوا ہوں۔

☆ پیٹر زورانٹس ریل اسٹیٹ (Peter Zorontos - Real Estate) نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: میں اظہار تشکر کرنا چاہ رہا تھا، حضور نے مجھے اس کا موقع عنایت فرمایا۔ مجھے حضور سے مل کر بہت خوشی ہوئی۔

☆ ہرجوت (Harjot) نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: مجھے اچھا لگا 'محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں' بہت اچھا تھا۔

پریس اور میڈیا کوریج

☆ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اِس نیشنل پیس سمپوزیم کی پریس اور میڈیا میں کوریج ہوئی۔

☆ اخبار "Global News" میں کوریج ہوئی جس کی روزانہ پڑھنے والوں کی تعداد پانچ لاکھ ہے۔

☆ اس کے علاوہ پیس سمپوزیم کے پروگرام میں چار مختلف زبانوں کے میڈیا والے لوگ حاضر تھے جن میں آٹھ اردو، چھ پنجابی ایک عربی اور ایک بنگالی تھے۔ ان سب کا تعلق بعض TV چینل، ریڈیو چینل اور مختلف اخبارات سے تھا۔

☆ سوشل میڈیا Twitter اور Instyagram کے ذریعہ تین لاکھ 92 ہزار افراد تک پیس سمپوزیم کے بارہ میں خبر پہنچی۔

23/اکتوبر بروز اتوار 2016ء

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح ساڑھے چھ بجے ''مسجد بیت الاسلام'' میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک اور خطوط، رپورٹس ملاحظہ فرمائیں اور ہدایات سے نوازا اور دفتری امور کی انجام دہی میں حضور انور کی مصروفیت رہی۔

جامعہ احمدیہ کینیڈا میں تشریف آوری

طلباء جامعہ احمدیہ کے ساتھ کلاس

پروگرام کے مطابق گیارہ بج کر دس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جامعہ احمدیہ کینیڈا میں تشریف لائے۔ مکرم ہادی علی چوہدری صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ اور جامعہ احمدیہ کے اساتذہ کرام نے حضور انور کو خوش آمدید کہا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے از راہ شفقت تمام اساتذہ کرام اور سٹاف کے ممبران کو شرف مصافحہ بخشا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جامعہ کی گیلری سے گزرتے ہوئے نمائش بھی ملاحظہ فرمائی۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جامعہ کے ہال میں تشریف لے آئے جہاں جامعہ کے تمام طلباء کلاس وائز اپنی اپنی جگہوں پر بیٹھے ہوئے تھے اور ایک

طرف مدرسۃ الحفظ کے طلباء بھی بیٹھے ہوئے تھے۔

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو عزیزم حافظ فراس احمد نے کی۔ قرآن کریم کی تلاوت کا ترجمہ پروگرام میں نہیں رکھا گیا تھا جس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ترجمہ رکھنا چاہئے تھا۔ یہ ضروری ہے۔ چنانچہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک طالب علم عزیزم فرخ طاہر صاحب کو بلایا اور خود قرآن کریم سے ان آیات کا ترجمہ نکال کر دیا۔ جس پر اس طالب علم نے یہ ترجمہ پڑھا۔

اس کے بعد عزیزم مصلح الدین شنبور نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی درج ذیل حدیث پیش کی:

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلمنے فرمایا: "قیامت نہیں آئے گی جب تک سورج مغرب سے طلوع نہ ہو"۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الملاحم، باب امارات الساعۃ)

بعد ازاں عزیزم فرخ طاہر نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام

حمد و ثنا اُسی کو جو ذات جاودانی
ہمسر نہیں ہے اُس کا کوئی نہ کوئی ثانی

سے منتخب اشعار خوش الحانی سے پڑھ کر سنائے۔

اس کے بعد عزیزم عمر فاروق نے "حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے عہد مبارک میں شمالی امریکہ میں نفوذ احمدیت" کے موضوع پر تقریر کی۔

دوسری تقریر عزیزم سیّد لبیب جنود نے "خلافت احمدیہ کے ذریعہ شمالی امریکہ میں احمدیت کا نفوذ" کے موضوع پر کی۔

بعد ازاں حفظ القرآن کلاس کے طالبعلم عزیزم ریّان میاں نے "قرآن کریم کو حفظ کرنے کی اہمیت" پر انگریزی زبان میں تقریر کی۔

اس کے بعد حضور انور نے دریافت فرمایا کہ تمام کلاس وائز بیٹھے ہوئے ہیں؟ جس پر پرنسپل صاحب نے عرض کیا کہ تمام کلاسز کو کلاس وائز بٹھایا گیا ہے۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے طلباء سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا ایک مربی اور مبلّغ کی کیا ذمہ داریاں ہیں؟

ایک طالب علم نے بتایا کہ ایک مربی اور مبلّغ کی سب سے بڑی ذمہ داری یہی ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق قائم کرنا چاہئے اور روزانہ فجر کی نماز سے پہلے کم از کم دو گھنٹے تہجد پڑھنی چاہئے، پھر قرآن کریم کی تلاوت کرے اور نماز فجر کے بعد بھی قرآن کریم کی تلاوت کرے۔ یہ سب سے بنیادی بات ہے۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ ان ملکوں میں رہ کر تم سردیوں میں تو دو گھنٹے تہجد پڑھ لوگے مگر گرمیوں میں کیا کروگے؟

پھر حضور انور نے دریافت فرمایا اور کیا ذمہ داری ہے؟ یہ تو ہر مسلمان کا فرض ہے، نمازیں پڑھنا، اللہ سے تعلق قائم کرنا، بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ہر احمدی کو کم از کم دو نفل تو صبح پڑھنے چاہئیں۔ لیکن مربی تو جماعت کے لوگوں کی Cream ہے۔ جس نے تربیت بھی کرنی ہے اور تبلیغ بھی کرنی ہے۔ تبلیغ اور تربیت کے لیے تو پھر اپنا نمونہ قائم ہونا چاہئے۔ اور نمونے قائم کرنے کے لیے جہاں اللہ سے تعلق پیدا کرنا ہے، قرآن کریم کا علم سیکھنا ہے اور اس کو گہرائی میں جاننا ہے۔ قرآن کریم کا علم کس طرح آئے گا؟ سب سے پہلے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ سے جو ہمیں باتیں پتہ لگتی ہیں، جو آپ نے وضاحتیں کی ہیں پھر اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابیں پڑھنا بڑا ضروری ہے۔ بہت سارے جامعہ کے طلباء، وہاں افریقہ میں بھی میں نے دیکھے ہیں، افریقن طلباء جو تعلیم کے لئے پاکستان بھی آئے، ان میں سے بعض ایسے تھے جو بڑے شوق سے کتابیں خریدتے تھے، روحانی خزائن خریدتے تھے۔ اپنی لائبریری بناتے تھے اور پھر ان کتب کو پڑھتے تھے۔ جامعہ میں ہوتے ہوئے انہوں نے بہت سارے حوالے یاد کر لئے تھے۔ جو تبلیغ میں کام آتے ہیں۔

سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ اپنا نمونہ قائم کرنا ہے۔ ہر چیز میں نمونہ بنیں تاکہ جماعت کے لوگوں کی تربیت کرسکیں۔ ہر ایک کی نظر آپ پر ہوتی ہے۔ عاجزی پیدا ہونی چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک شعر ہے اس کا ایک مصرعہ ہے: "بدتر بنو ہر ایک سے اپنے خیال میں" اس کا اگلا مصرعہ کیا ہے۔

اس پر ایک طالب علم نے بتایا: "شاید اسی سے دخل ہو دارالوصال میں۔"

تو اس پر حضور انور نے فرمایا تو یہی ہے اللہ تعالیٰ کا وصل حاصل کرنا۔ وصل کیا ہوتا ہے۔ سادسہ میں ہوگئے ہو اور ابھی بھی بے اعتمادی سے جواب دے رہے ہو۔

اس پر ایک طالبِ علم نے بتایا ملاقات۔

حضور انور نے فرمایا ہاں ملنا۔ تو اللہ تعالیٰ سے ملنے میں، تعلق رکھنے میں، اس کی قربت حاصل کرنے میں یہ ضروری ہے لیکن ایک چیز شرط ہے۔ ایک مصرعہ ہے:

تقویٰ یہی ہے یارو کہ نخوت کو چھوڑ دو

اس کا اگلا مصرعہ کیا ہے؟

اس پر ایک طالب علم نے بتایا:

کبر و غرور و بُخل کی عادت کو چھوڑ دو

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ اب یہ شعر صرف پڑھنے کے لئے نہیں ہیں بلکہ عمل کرنے کے لئے ہیں۔ اور سب سے زیادہ ایک مربی اور مبلغ اور جامعہ کے طالب علم کے ہر فعل اور عمل سے اس کا اظہار ہونا چاہئے۔

☆ **بعد ازاں ایک طالب علم نے سوال کیا کہ جب آپ خلیفہ بنے تھے اور اس وقت سے لے کر اب تک آپ کی طبیعت میں کوئی ایسی تبدیلی آئی ہو جس کو آپ نے خود بھی نوٹس کیا ہو؟**

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ جو دوسرے دیکھنے والے ہیں ان کو پتہ ہونا چاہئے۔ تبدیلی تو دس منٹ کے بعد ہی آ جاتی ہے۔ کیونکہ اللہ کا خوف زیادہ بڑھ جاتا ہے۔ پہلے دس پندرہ منٹ پتہ ہی نہیں لگتا کہ ہو کیا گیا ہے۔ اس کے بعد پھر خیال آ جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ ہی سنبھال لے گا اور پھر سنبھال لیتا ہے۔ باقی میں تو جیسا پہلے تھا ویسا اب ہوں۔

☆ **ایک طالبِ علم نے عرض کیا۔ آج کل دماغی امراض (Mental Illness) اور ڈپریشن کافی لوگوں میں پائی جاتی ہے۔ بطور مربی ہم ان کی کیسے مدد کرسکتے ہیں اور کیا اسلامی تعلیمات دوا کے طور پر استعمال کرسکتے ہیں؟**

حضور انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے الا بذکر اللہ تطمئن القلوب۔ نسخہ تو دے دیا۔ اللہ سے تعلق پیدا کرو، لو لگاؤ، ایک یہ ہے کہ دنیاوی خواہشات کی وجہ سے دماغی امراض (Mental Illness) دنیا میں زیادہ پیدا ہو رہی ہے، دوسری طرف بہت کم کیسز ایسے ہیں جو فنیٹک (Fanatic) ہو جاتے ہیں یا مذہبی طور پر اتنے ڈوب جاتے ہیں کہ پھر ان کو دماغی عارضہ اور طرح کا ہو جاتا ہے۔ لیکن ان میں اکثریت نہیں ہے۔ Exceptions تو ہر جگہ ہوتے ہیں لیکن عموماً جس میں دنیاداری زیادہ ہے یا دنیا کی خواہشات زیادہ ہیں، ان کی جب خواہشات پوری نہیں ہوتیں اور Frustration ہوتی ہے بے چینیاں ہوتی ہیں۔ ماں باپ کو بعض دفعہ بچوں کی وجہ سے پریشانیاں ہوجاتی ہیں اور بعض کو مالی معاملات کی وجہ سے ہوجاتی ہیں بعض کے اور مسائل ہیں تو اس کا حل یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکل کیا جائے، اس پر بھروسہ کیا جائے، اس سے مانگا جائے، اس سے تعلق پیدا کیا

جائے، ایک تو یہ چیز ہے جس کو آج کل دنیا میں پیدا کرنا چاہئے، دنیاوی خواہشات زیادہ ہیں اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ جب کسی کی دنیا دیکھو، کسی کا مال و دولت دیکھو تو اِس پر لالچ کر کے اس کی طرف نظر کر کے وہ حاصل کرنے کی کوشش نہ کرو، تمہیں اس میں حسد اور حرص پیدا نہ ہو لیکن کسی کا دین دیکھو اور خدا کی راہ میں اس کی قربانی دیکھو تو کوشش کرو کہ میں بھی اس مقام تک پہنچوں تا کہ اللہ سے تعلق قائم ہو تو یہی ایک نسخہ ہے جس کے لئے انبیاء آتے ہیں جس کے لئے مذہب کی تعلیمات ہیں اور اسی بات کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بار بار دہرایا ہے کہ میں اسی مقصد کے لئے آیا ہوں کہ بندے کو خدا سے ملاؤں۔ جو دوریاں پیدا ہو گئی ہیں ان کو نزدیک کروں۔ تو یہ ایک ایسی چیز نہیں ہے جو ایک دم یا ایک نصیحت سے پیدا ہو جائے گی یا over night کسی میں تبدیلی لے آئیں گے۔ دنیا کا جو ماحول ہے اتنا زیادہ بگڑ چکا ہے اور خواہشات اتنی بڑھ چکی ہیں، frustrations اتنی زیادہ ہیں، بے چینیاں اتنی زیادہ ہیں، قناعت میں کمی ہو چکی ہے۔ مستقل ایک process ہے جس کو ہم نے بار بار کہہ کہہ کے کم از کم جن لوگوں کی ذمہ داریاں ہم پر ہیں، ان میں قائم کرنا ہے لیکن سب سے پہلے اپنے آپ میں پیدا کرنا ہوگا۔ بعض نیک لوگوں میں بزرگوں میں اس لئے بے چینیاں پیدا ہو جاتی ہیں کہ یہ لوگ کیوں اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا نہیں کرتے۔ کیوں اپنی تباہی کے سامان پیدا کر رہے ہیں۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بے چینی اگر تھی تو دنیا کے لئے تھی، لوگوں کے لئے تھی دنیا کی خواہشات کے لئے نہ تھی۔ فلعلک باخع نفسک۔ اللہ تعالیٰ نے جو کہا وہ اس لئے کہا کہ دنیا کے لئے تم بے چین ہو، وہ بے چینی گھبراہٹ کیوں تھی، وہ اس لئے تھی کہ لوگ اپنے خدا کو پہچانیں اور ہلاکت سے بچیں۔ لیکن ایک دنیاوی خواہشات کے لئے بے چینیاں ہیں ڈپریشن ہیں، اور پھر مریض بن جاتے ہیں وہ اور چیز ہے۔ ان ملکوں میں چند دن ہوئے ایک ماں میرے پاس آئی ڈپریشن کی مریضہ تھی، ساتھ اس کے بیٹا بھی تھا، میں نے چند سوال کئے بیٹے سے بھی اور اُس کی والدہ سے بھی۔ میں نے اس لڑکے کی حالت دیکھ کر کہا تم اصل وجہ ہو اپنی ماں کی ڈپریشن کی۔ ماں رو پڑی اور کہتی ہاں یہی وجہ ہے۔ تو یہ چیزیں ہوتی ہیں۔ تو اس لئے آپ جو جامعہ کے طالب علم ہیں جوان ہیں، اپنے اپنے ماحول میں اپنے ساتھیوں کو اس وقت ہی اس بات کی طرف مائل کرو کہ ہم نے دین کو دنیا پر مقدم رکھنا ہے۔ ان ملکوں میں رہ کر بجائے اس کے کہ یہاں کی بے حیائیوں اور غلط باتوں کو سیکھیں۔ اچھی باتیں ہر قوم میں ہوتی ہیں، اچھی باتوں کو اپنائیں۔ بری باتوں سے بچیں۔ اپنی ایک جو انفرادیت ہے، اپنی ذمہ داری ہے اسے محسوس کریں اور انہیں قائم کریں۔

☆ **ایک طالب علم نے سوال کیا۔ حضور کے غیر از جماعت احباب کے ساتھ جو خطاب ہوتے ہیں ان کے بعد ان کا کیا تاثر ہوتا ہے؟**

اس پر حضور انور نے فرمایا: جو میرے پاس ملنے آئے وہ یہی کہہ رہے تھے کہ آپ نے بڑے اچھے الفاظ میں بیان کیا ہے۔ ایک سردار جی کہہ رہے تھے کہ آپ بڑی طاقتوں کو اور بڑی حکومتوں کو یو این او (UNO) وغیرہ کو بھی سب کچھ کہہ دیتے ہیں تو وہ بہت جذباتی ہو کر اس بارے میں میرے سامنے رو پڑے۔ تو بعض لوگوں پر اس طرح بھی اثر ہوتا ہے۔ ایسا تو نہیں ہو سکتا کہ میں کہوں اور سب لوگ میری بات مان لیں۔ بعض صرف ادب کی وجہ سے اچھے اخلاق دکھانے کے لئے سب کچھ اچھا کہہ دیتے ہیں لیکن بعض لوگوں کے چہروں سے ظاہر ہو رہا ہوتا ہے کہ ان پر اثر ہو رہا ہے۔ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ سو فیصد جو تعریف کر رہا ہوتا ہے وہ واقعی تعریف کر رہا ہوتا ہے۔ اصل تعریف تو تب ہے جب اس پر عمل ہو۔ جب عمل نہیں کرنا تو پھر کوئی فائدہ نہیں۔ میں ہر ہفتہ اتنی باتیں کرتا ہوں، کچھ نہ کچھ نصیحت تو ہر ایک کے لئے ہوتی ہے۔ تم مجھے بتاؤ تو تمہارے پر اس کا کیا اثر ہوتا ہے۔ ایسا نہیں ہوتا کہ ایک دن ایک گھنٹہ مجلس میں بیٹھ کر بہت اثر ہو جائے۔

☆ **ایک طالب علم نے سوال کیا۔ جب آپ کینیڈا آتے ہیں ہمیشہ گرمیوں میں آئے ہیں، اس دفعہ سردی میں آکر کیسا لگ رہا ہے؟**

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ یہاں سردی بس جلدی شروع ہو گئی ہے۔ یوکے اور یورپ میں یہ موسم ایک مہینہ بعد آجائے گا لیکن سردی اچھی ہے۔ مجھے اندازہ نہیں تھا کہ اتنی جلدی سردی آ جائے گی۔ پھر بھی احتیاطاً میں گرم کپڑے لے آیا تھا۔

☆ **ایک طالب علم نے سوال کیا۔ حضور جب ہم مربی بن کر جماعتوں میں جائیں گے سیاست دیکھ کر ہمارا کیا ردّعمل ہونا چاہئے۔**

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ سیاست کیا ہوتی ہے؟ ایک ملک کی سیاست ہوتی ہے، ایک خاندانی سیاست ہوتی ہے، بعض لوگوں کو ویسے ہی ایک دوسرے کی ٹانگ کھینچنے کی عادت ہوتی ہے۔ اگر تم جماعت کی سیاست کی بات کر رہے ہو بعض لوگوں کے غلط رویے ہوتے ہیں۔ کچھ ایسے ہوتے ہیں کہ سامنے کچھ اور کہتے ہیں اور پیچھے کچھ اور کہتے ہیں۔ مربیان کو میں ہمیشہ یہی نصیحت کیا کرتا ہوں کہ انہیں ہمیشہ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ انہوں نے کسی بھی فریق کا حصہ نہیں بننا۔ اگر غلط بات دیکھو تو رد کرو۔ اگر تم دیکھو کہ اگر بڑا بھی بات کر رہا ہے، جس سے آپس میں رنجشیں پیدا ہونے کا خطرہ ہے، بدظنیاں پیدا ہونے کا خطرہ ہے۔ یا جماعت کی بات ہے تو اس میں تو فتنہ برداشت ہو ہی نہیں سکتا۔ تو جو بھی ہے تم اسے روکو۔

ایک بزرگ تھے ان کو ایک شخص نے آکر کہا کہ فلاں شخص آپ کے بارہ میں فلاں بات کر رہا تھا۔ انہوں نے کہا کہ تم نے بھی گناہ کیا کہ مجھے آکر یہ بات بتائی اور اس نے بھی گناہ کیا۔ ان باتوں سے رنجشیں پیدا ہوتی ہیں۔ یہ چیزیں تمہیں جماعت کو بتانی ہوں گی۔ یہ نہیں دیکھنا کہ ہماری عمر کیا اور کرنے والے کی عمر کیا ہے۔ اصل کام تربیت ہے۔ مربی کا مطلب ہی تربیت کرنے والا ہے۔ اگر ہم تقویٰ کی بات کرتے ہیں تو ہمارا ہر کام تقویٰ کے مطابق ہونا چاہئے اور ہر قسم کے دوغلا پن سے بالا ہونا چاہئے۔

سیاست کیا ہے، دوغلا پن ہے۔ بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ حکمت ہے۔ یہ حکمت نہیں ہے۔ حکمت تو یہ ہے کہ کسی کو اس طریق سے سمجھایا جائے کہ برائیاں دور ہوں۔ حکمت یہ نہیں کہ برائیاں پھیلائی جائیں۔ یا یہ ہے کہ ہم یہ برداشت نہیں کر سکتے تو ہم نے سچی بات کہہ دی۔ سچی بات کہنے والے بدو بھی تھے۔ کیا وہ بڑے پسند کئے جاتے ہیں۔ اسلام کی تاریخ میں وہ اکابر صحابہؓ جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے حصہ پایا۔ کیا کبھی دیکھا گیا کہ انہوں نے ان بدوؤں کی طرح اعتراض کیا ہو۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت عمرؓ کا کسی نے پلو پکڑ لیا اور کھینچنے لگا۔ کیا وہ صحابہؓ جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت سے حصہ لیا ایسا کیا؟ کبھی نہیں۔ تو بعض لوگ بدّو پنا دکھاتے ہیں اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم اصلاح کر رہے ہیں۔ تو اس طرح کی بہت سی باتیں ہیں چاہے تم اس کو سیاست کی بات کہہ دو یا کوئی اور نام دے دو۔ یا پھر آپس میں گروپ بندی ہو جائے گی۔ دوسروں کے خلاف شکایتیں شروع ہو جائیں گی۔ مرکز میں لکھنا شروع کر دیں گے۔ پھر بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جیسے بے نام خط لکھ دیتے ہیں اور کسی کے نام پر شکایت لگا دیتے ہیں۔ دس پندرہ بندوں کے نام پر کسی عہدیدار کے خلاف شکایت لگا دیتے ہیں۔ ان ساری چیزوں سے تم نے بچنا ہے۔ اول تو جماعتی طور پر کسی ایسے خط پر جو بے نام ہے کارروائی کی

نہیں جاتی۔ جس میں اتنی جرأت ہی نہیں کہ کسی کا قصور بتائے۔ یا کوئی غلطی دیکھی ہے تو بتائے۔ یا کسی عہدیدار کے خلاف شکایت کرنی ہے تو بتائے تو پھر اس میں منافقت پائی جاتی ہے۔ تم لوگوں نے کسی پارٹی کی طرف نہیں ہونا۔ تو جب دیکھو کہ دو فریق ایسے ہیں تو مربی نے تعلق تو بہر حال قائم رکھنا ہے۔ گھروں میں بھی جانا ہے۔ لیکن مربی نے وہاں جا کر چائے کی پیالی بھی نہیں پینی۔ ان کے گھر سمجھانے کے لئے ضرور جاؤ۔ جو دو فریق لڑے ہوئے ہیں، دونوں کے گھر جاؤ۔ ان کو سمجھانے کے لئے لیکن نہ اس کے گھر سے کھانا پینا ہے نہ دوسرے کے گھر سے۔ تاکہ تم پر الزام نہ لگے کہ مربی صاحب فلاں کی Favour کر رہے ہیں۔ اس طرح کے اور بہت سے مسائل آتے ہیں جب فیلڈ میں جاؤ گے تو دیکھو گے۔

☆ **ایک طالب علم نے سوال کیا۔ بعض لوگ حضور انور کو ہفتہ وار خط نہیں لکھنا چاہتے، کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ حضور انور کا وقت ضائع ہو رہا ہے۔**

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ یہ بہانہ ہے۔ اگر تو حقیقت میں ایسا ہے تو پھر ایسے شخص کو چاہئے کہ وہ میرے لئے دعا کر رہا ہو اور کم از کم دو نفل تو روز پڑھتا ہو۔ لیکن اگر دعا بھی نہیں کر رہے اور خط بھی نہیں لکھ رہے تو تعلق نہیں قائم ہو سکتا۔ لمبے لمبے خط نہ لکھو۔ ایک دو صفحے کے لکھو۔ مہینہ میں ایک یا دو خط لکھو تا کہ تعلق قائم ہو جائے۔ کام کی بات بھی لکھنی ہو تو مختصر خط لکھا جا سکتا ہے۔ میں تو ہمیشہ جماعتی طور پر بھی اور ذاتی طور پر بھی جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو خط لکھا کرتا تھا۔ تو پہلے سوچتا تھا کہ کیا مضمون ہونا چاہئے۔ پھر سوچتا تھا کہ چار پانچ لائنوں سے زیادہ خط نہیں ہونا چاہئے۔ تاکہ ان کی نظروں کے سامنے سارے Points آ جائیں۔ ایسے خط کے جواب بھی آ جاتے ہیں۔ تین صفحوں کا خط بھی لکھو گے۔ تو میری ڈاک کی ٹیم کو چلا جائے گا اور وہ ایک لائن کا خلاصہ نکال کر مجھے دے دیں گے۔ ہو سکتا ہے جو خلاصہ وہ بنائیں اس میں وہ Points نہ آ سکیں جسے تم واضح کرنا چاہتے ہو۔ اس لئے مختصر بات کرنی چاہئے۔ جامعہ کے طلبا اور مربیان کو تو ضرور لکھنا چاہئے۔

☆ **ایک طالب علم نے سوال کیا۔ اپنی نمازوں میں سوز اور تڑپ کیسے پیدا کر سکتے ہیں۔**

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ لمبا عرصہ پریکٹس کرو گے تو سوز پیدا ہو گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بتایا ہے کہ رونے والی شکل بناؤ تو ایک وقت رونا آ جائے گا۔ کوئی ایسی چیز جس سے تمہیں درد محسوس ہو۔ جس کے بارہ میں تم دعا کرنا چاہتے ہو، اس کے بارہ میں دعا کرو، دل سے جب دعا نکلتی ہے تو اوروں کے لئے بھی سوز آ جاتا ہے۔ ایک پرانے مربی تھے وہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میں عمرہ یا حج پر گیا اور وہاں مسجد نبوی میں بیٹھا تھا۔ تو سجدہ کیا لیکن رقت پیدا نہیں ہو رہی تھی۔ دل چاہتا تھا کہ سوز پیدا ہو۔ تو اتنے میں ایک ریلا آیا اور میری کمر پر اتنی زور سے لات ماری کہ میری چیخ نکل گئی۔ تو اس چیخ کے بعد میری ایسی ہائے نکلی کہ جب میں سجدہ میں گیا تو سوز پیدا ہو گیا۔ اور مزہ آ گیا۔ اس سے پہلے کہ کسی کی ٹانگ تمہیں پڑے تم خود ہی سوز پیدا کرو۔

☆ **ایک طالب علم نے سوال کیا۔ بعض لوگ جماعت میں ایسے ملتے ہیں کہ کہتے ہیں کہ جوان کو دکھ ہے وہ نظام کی طرف سے ہے اور جماعت پر کافی تنقید بھی کرتے ہیں۔ اگر مربی سلسلہ کو ایسا محسوس ہو کہ اس شخص کے خلاف جو کارروائی کی گئی ہے، وہ واقعی سخت ہے لیکن صحیح ہے۔ تو اس صورتِ حال میں مربی کو کیا کرنا چاہئے؟**

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ پہلے تو اس معاملہ کی گہرائی میں جاؤ۔ یہ دیکھو کہ اس شخص کے جو جذبات ہیں، کیا وہ اس کی انا کی وجہ سے ہے اور کیا اس وجہ سے اس کی دوری ہوئی ہے۔ اگر کسی میں ایمان مضبوط ہے، تو ایسے شخص کا ایمان ان باتوں سے متزلزل نہیں ہوتا۔ نہ وہ جماعت سے پیچھے ہٹتا ہے نہ خلافت سے۔ وہ بار بار لکھتا ہے کہ یہ باتیں میرے خلاف ہوئی ہیں۔ کئی دفعہ ایسا ہو چکا ہے جس کا میں خطبہ میں ذکر کر چکا ہوں۔ ہمارے مرکزی دفاتر بھی بعض دفعہ غلط رپورٹ کر دیتے ہیں۔ جب ان لوگوں کے خطوط مجھے براہ راست آتے ہیں اور میں تحقیق کرواتا ہوں تو بات اَور ثابت ہوتی ہے۔ اس پر میں مرکزی عہدیداروں کو بھی سزا دیتا رہا ہوں۔ بعضوں کو معطل بھی کیا۔ بعضوں کو یہ بھی کہا کہ بیٹھ کر استغفار کرو۔ تو بعض دفعہ ایسی چیزیں ہو جاتی ہیں۔ بدظنی نہیں قائم ہونی چاہئے۔ خلافت سے تعلق اور نظام جماعت سے تعلق میں سب کو مضبوط ہونا چاہئے۔ ہاں مربی کا کام ہے کہ ہر ایک کو سمجھائے کہ ٹھیک ہے یہ ہو گیا غلطیاں ہو جاتی ہیں۔ انصار اللہ، خدام الاحمدیہ میں بھی مَیں کہتا رہتا ہوں کہ بعض دفعہ ایک شخص جو دور گیا ہے وہ غلط فیصلے کی وجہ سے دور گیا ہے۔ تمہارے عہدیداروں کے خلاف ہو گیا ہے۔ فلاں شخص کو کچھ شکایات تھیں تمہارے عہدیداروں کے خلاف، جن کے سبب وہ دور ہو گیا۔ اس لئے مربی کو چاہئے کہ انہیں قریب لائے۔ خاص کر اگر مربی بھی نوجوان ہے۔ نوجوانوں سے تعلق پیدا کرو۔ انہیں قریب لاؤ۔ انہیں کہو کہ یہ چیز غلط ہے کہ تم نظام کے خلاف بولو۔ فلاں عہدیدار سے تکلیف پہنچی، تو ایسا ہو سکتا ہے۔ فیصلہ بھی غلط ہو سکتا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص اپنی چرب زبانی کی وجہ سے میرے سے غلط فیصلہ کروا لیتا ہے اور دوسرے کا حق مار لیتا ہے۔ تو وہ میرا قصور نہیں۔ وہ اپنے پیٹ میں آگ کا گولا بھر رہا ہے۔ تو یہ چیزیں تو چلتی ہیں۔ لیکن نظام اور خلافت سے اس وجہ سے دوری نہیں ہونی چاہئے۔ بعض ایسے مخلصین ہیں کہ بار بار لکھتے ہیں لگتا ہے جیسے مچھلی کی طرح تڑپ رہے ہیں جو پانی سے باہر نکال دی جائے۔ تو انہیں سمجھاؤ، قریب لاؤ، انہیں کہو کہ بار بار معافی مانگیں۔ جب تحقیق ہو گی اگر وہ صحیح ہیں تو ان کے حق میں فیصلہ ہو جائے گا۔ اصل چیز یہ ہے کہ ایمانوں کی مضبوطی ہونی چاہئے۔ اس لئے ایمان کی مضبوطی کے لئے دعا کرنی چاہئے۔

☆ **ایک طالب علم نے سوال کیا۔ دنیا کے لیڈرز سے آپ ملتے رہتے ہیں۔ ان کی طبیعت کو سمجھ کر کچھ ایسی نصائح آپ بتائیں جن سے ان پر اثر ہو۔ جن سے مربیان کو فائدہ ہو سکے۔ کس طرح ہم کسی سیاست دان کے دل پر اثر کر سکتے ہیں؟**

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ یہ تو ہر ایک کی انفرادی طبیعت ہوتی ہے۔ ایک عمومی بات یہ ہے کہ تم لوگ احمدی ہو مربیان ہو، تمہارے پاس دلائل ہیں۔ اگر نیکی ہے اور تقویٰ ہو تو کسی سے ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ حق بات کہو اور Balance ہو کر کہو۔ تو کوئی انکار کر ہی نہیں سکتا۔ بعض بڑے بڑے سیاست دان میرے منہ پر کہہ گئے ہیں کہ تم بات کرتے ہو بڑے آرام سے کرتے ہو سچی کرتے ہو اور اسی سچی بات میں ہمارے منہ پر چپیڑ مار دیتے ہو۔ ہم کوئی جواب نہیں دے سکتے۔ ایسے بھی Reaction ہوتا ہے۔ طریقہ آنا چاہئے۔ یہ دیکھو کہ ان کی نفسیات کیسی ہے۔ اگر Rudely کسی سے بولو گے، صرف اعتراض کئے جاؤ گے تو عزت نہیں ہو گی۔ حکمت نہیں ہو گی۔ اسی لئے تبلیغ اور ہر ایک کام میں اللہ تعالیٰ نے موعظہ حسنہ کا کہا ہے۔ تمہارا وعظ حکمت کے ساتھ ہونا چاہئے۔ تو اکثریت پر اس کا اچھا اثر ہوتا ہے۔

☆ **ایک طالب علم نے سوال کیا۔ جامعہ کے طلباء کے لئے شادی کرنے کا بہترین وقت کیا ہے؟**

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ جب تم ضرورت محسوس کرو شادی ہونی چاہئے لیکن انتظامی طور پر میں اس وقت اجازت دیتا ہوں جب تم خامسہ میں پہنچ جاؤ۔ کم از کم رشتہ کر لینا چاہئے۔ لیکن نکاح نہیں۔ نکاح شادی کے قریب جا کر کرو۔

☆ ایک طالب علم نے سوال کیا۔ نماز کے دوران ذہن کبھی کبھی اِدھراُدھر چلا جاتا ہے۔ اِس کا کیا حل ہے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ وقفِ نو کی کلاس میں بھی کسی نے کہا تھا کہ کبھی کبھی خیالات نماز میں ہٹ جاتے ہیں۔ اگر کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے تو تم بڑے نیک آدمی ہو۔ لوگوں کے تو اکثر چلے جاتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ قیام نماز کا ایک یہ بھی مطلب ہے کہ جب ذہن ادھر ادھر جائے تو اس کو واپس لاؤ، وہیں جہاں سے چھوڑا تھا۔ رکن نماز کا اگر ہو گیا سجدہ میں تھے پھر کھڑے ہو گئے اگر اسی رکن میں تھے تو شیطان سے پناہ مانگو اور پھر دوبارہ اسی جگہ کو دوہراؤ۔ اگر دوسری حالت میں آگئے ہو دوبارہ توجہ پیدا کرنے کی کوشش کرو۔ ایسا کرو گے تو آہستہ آہستہ عادت ہو جائیگی۔ لیکن اس کی طرح نہ کرو کہ پوری نماز ہی سفر میں گزر جائے۔ جس شخص کا سفر دہلی سے شروع ہوا اور کلکتہ سے ہوتے ہوئے بخارا پہنچا اور لاکھوں کا کاروبار کر کے مکہ آ گیا۔ اتنا نہیں ہونا چاہئے۔ خیال جلدی بدل جانا چاہئے۔

☆ ایک طالب علم نے سوال کیا۔ حضور آج کل بہت لوگ مذہب سے ہٹ رہے ہیں اور خدا پر ان کا ایمان ختم ہو رہا ہے۔ انہیں کیسے تبلیغ کی جائے؟

حضور انور نے فرمایا کہ پہلے تو انہیں بتاؤ کہ خدا ہے۔ جو خدا کو نہیں مانتا اس کو پہلے خدا کے وجود پر لانا ہوگا۔ اگر تم کہہ دو کہ جماعت احمدیہ سچی ہے یا اسلام سچا مذہب ہے۔ تو وہ کہے گا تمہارے لئے ہوگا مجھے اس سے کیا۔ پہلی بات تو یہ کہ خدا پر یقین پیدا کرو۔ خدا کے وجود پر یقین پیدا کرواؤ۔ تمہارے پارلیمنٹ میں ہی ایک شخص آیا ہوا تھا جو کہتا تھا کہ مجھے خدا پر یقین نہیں ہے۔ میں نے مذہب کو چھوڑ دیا ہے۔ لیکن آج چند باتیں تمہاری سن کر مجھے یہ پتہ لگ گیا ہے کہ مذہب کوئی چیز ہے۔ جب مذہب ہے تو خدا بھی کوئی ہوگا۔ تو حکمت سے بعض باتیں کرنی پڑتی ہیں۔ اس لئے پہلی بات یہ ہے کہ خدا پر انہیں یقین دلاؤ۔ خدا کا وجود کیا ہے، اس کے لئے خود بھی اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرو اور دلیلیں بھی پڑھو۔ موٹی دلیلوں کے لئے حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کی کتاب ''ہمارا خدا'' پڑھو۔ کیا وہ کتاب سب لوگوں نے پڑھی ہے، کیا تمہاری لائبریری میں ہے؟ اس کو پڑھنا چاہئے تا کہ خدا کے وجود پر تمہیں یقین آئے۔ انہوں نے اس میں کئی دلیلیں دی ہوئی ہیں۔ پھر آہستہ آہستہ باتیں آگے چلتی ہیں۔ لندن گلڈ ہال میں ایک مذہبی کانفرنس ہوئی تھی اکیسویں صدی کا خدا کے موضوع پر۔ مختلف قسم کے لوگ آئے تھے، یہودی، عیسائی، بڑے کارڈنل اور رَبائی بھی اور سیاست دان بھی تھے۔ وقت تو زیادہ نہیں تھا۔ مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض پیشگوئیاں جیسا کہ طاعون اور زلزلہ کی پیشگوئی اور زار کی جو سیاست دانوں کے لئے خاص ہوتی ہے۔ اس کی حالت کی پیشگوئی ان سب کا ذکر کیا تھا۔ اگر خدا نہیں تو یہ کس طرح پوری ہوئیں۔ ان میں کئی لوگ دہریہ بھی تھے، جنہوں نے کہا کہ تم نے ہمیں کچھ سوچنے کو دیا ہے۔ تبدیل نہ ہوں کم از کم توجہ تو اس طرف ہو۔ تو حکمت سے اور موقعہ محل دیکھ کر باتیں کرنی ہوتی ہیں۔

☆ ایک طالب علم نے سوال کیا۔ حضور انور نے ایک خطبہ میں فرمایا تھا کہ اگر خدا تعالیٰ سے صحیح تعلق پیدا کرنا ہو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حقیقی پیار پیدا کرنا ہوگا۔ یہ حقیقی پیار کس طرح حاصل کر سکتے ہیں؟

حضور انور نے فرمایا کہ خدا تک پہنچنے کے لئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک وسیلہ ہیں۔ خدا تعالیٰ نے خود فرمایا ہے، اللہ اور اس کے فرشتے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں، درود سمجھ کر بھیجنا چاہئے۔ یہ بڑا ضروری ہے۔ اسی سے پھر محبت بڑھتی ہے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ کے پیارے کو انسان پیار کرتا ہے تو پھر اللہ بھی پیار کرتا ہے۔ اس میں مسئلہ کیا ہے۔ سوال کھول کر واضح کرو۔

☆ اس پر طالب علم نے کہا۔ پیار کا اظہار کس طرح کیا جائے۔؟

حضور انور نے فرمایا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی غیرت ہونی چاہئے۔ دین کی غیرت ہونی چاہئے۔ جہاں کوئی اسلام یا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کرتا ہے تو غیرت میں جواب دینا چاہئے لیکن حکمت کے ساتھ جواب ہونا چاہئے۔ یہ نہیں کہ بیٹھ کر لغویات سنو اور پھر وہاں بیٹھے رہو۔ یا تو جواب دو یا غیرت کا اظہار یہ ہے کہ اس مجلس سے اٹھ کر آ جاؤ اگر جواب نہیں آتا۔ بہت سارے اظہار ہیں محبت کے۔ اپنے لوگوں سے محبت ہو۔ جیسے اظہار کرتے ہو، ویسے ہونا چاہئے۔

☆ ایک طالب علم نے سوال کیا۔ بعض مسلمان ہم سے کیوں نفرت کرتے ہیں؟

حضور انور نے فرمایا کہ تم ان سے محبت کرو، اس لئے کہ وہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتے ہیں۔ لا الہ الّا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتے ہیں۔ اس لئے ہمیں ان سے نفرت تو کوئی نہیں۔ ہاں ان کے غلط کاموں سے نفرت ہے۔ کسی شخص سے نہیں۔ اگر وہ ایسا کرتے ہیں۔ تو انہیں کہو، تمہارا کام تمہارا عمل تمہارے ساتھ ہے لیکن ہم تو تمہارے ساتھ اس لئے نفرت نہیں کریں گے کہ تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھنے والے ہو۔ جو ہمیں بہت پیارے ہیں۔

☆ ایک طالب علم نے سوال کیا۔ قرآن کریم کا سب سے پرانا نسخہ کہاں ہے؟

حضور انور نے فرمایا کہ یہ تو مجھے پتہ نہیں کہ کدھر ہے۔ لیکن بعض پرانے نسخے ترکی کے میوزیم میں موجود ہیں۔ ابھی انہیں برمنگھم میں ایک نسخہ ملا ہے۔ قرآن کریم کے بعض لکھے ہوئے حصے انہیں ملے۔ جن پر جب تحقیق کی گئی تو پتہ لگا کہ وہ ساتویں صدی کے ہیں۔ یہ تو مختلف جگہوں پر ہیں۔

☆ ایک طالب علم نے سوال کیا۔ آپ کو ایک دن میں کتنے خط آتے ہیں؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ خط تو بے شمار آتے ہیں، پندرہ سولہ سو تو آتے ہوں گے۔ لیکن جو میں خود دیکھتا ہوں وہ پانچ چھ سو ہیں۔ باقی میں اپنی ٹیم کو دے دیتا ہوں جو پڑھ کر اور خلاصے بنا کر مجھے دے دیتے ہیں۔ ہفتہ میں سات آٹھ ہزار خط کا خلاصہ بن کر آتا ہے۔ اس طرح روزانہ ہزار خطوں کا خلاصہ بن کر آ جاتا ہے۔ پھر کہو گے لکھتے کتنا ہو، جواب کتنے دیتے ہو۔ کبھی تمہیں میرے دستخط کے ساتھ جواب آیا ہے۔ بہت سارے خط پرائیویٹ سیکرٹری کے دستخط کے ساتھ آ جاتے ہیں۔ میں بھی بہت سے خطوں پر دستخط کرتا ہوں۔ پانچ چھ سو پر روزانہ کر دیتا ہوں۔

☆ ایک طالب علم نے سوال کیا کہ سب سے اچھا طریقہ تبلیغ کرنے کا کیا ہے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ پہلے بھی میں نے بتایا ہے کہ وہ شخص کیسا ہے، کس چیز پر یقین رکھتا ہے۔ کسی کو خدا پر یقین نہیں تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے اگر تم کہو کہ احمدیت سچی ہے، وہ کہے گا، ہو گی سچی، اس لئے پہلے اسے خدا پر یقین کرواؤ۔ اگر مذہب کو سمجھتا ہے تو سچے مذہب کی نشانیاں بتاؤ۔ اسلام کیسا سچا مذہب ہے۔ اسلام میں کون کون سی پیشگوئیاں پوری ہوئی ہیں، احمدیت کیا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام آئیں گے اور قرآن کریم کی پیشگوئیاں کس طرح پوری ہوئیں۔ ہر ایک کو دیکھ کر تبلیغ کی جاتی ہے۔ بحث نہیں کرنی کسی سے۔

☆ ایک طالب علم نے سوال کیا کہ آپ کا پسندیدہ شوق کیا ہے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ کیا بتاؤں کیا شوق ہے۔ اب تو کوئی شوق رہا ہی نہیں۔ اب تو تم لوگوں سے مل کر ہی سارے شوق

پورے ہوجاتے ہیں۔ لیکن اگر کبھی بھی مجھے موقعہ ملے۔ اگر چند گھنٹے فارغ ہوجاؤں تو شکار کا شوق ہے۔ شوٹنگ کر لیتا ہوں۔

☆ **ایک طالب علم نے سوال کیا۔ آپ کو کینیڈا کے وقفِ نو سے کیا اُمید ہے؟**

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ جب تمہارے پیدا ہونے سے پہلے تمہاری ماں نے تمہیں وقف کیا تھا کس بات پر کیا تھا۔ اسی بات پر کیا تھا جو حضرت مریمؑ کی والدہ نے کہا تھا کہ میں اللہ تعالیٰ کی خاطر بیٹی دیتی ہوں یا جو بھی بچہ پیدا ہو۔ امید یہی تھی کہ وہ دین کی خدمت کرنے والے ہوں۔ اللہ سے تعلق ہو اور دین کی خدمت کرنے والے ہوں۔ دنیا کی طرف دیکھنے والے نہ ہوں۔ اس لئے وقفِ نو کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ انہوں نے اپنی زندگی دین کے لئے وقف کی ہے۔ اس کے لئے ضرورت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرو۔ دین سیکھو، دین کیا ہے۔ قرآن کریم اور اس کا ترجمہ پڑھو۔ صرف اس کو حفظ کرنا کافی نہیں۔ اس کا ترجمہ تشریح تفسیر بھی آنی چاہئے۔ پھر اس کو اپنی زندگی کا حصہ بناؤ پھر اس کے مطابق تبلیغ کرو۔

☆ **ایک طالب علم نے سوال کیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فرمایا تھا کہ کینیڈا میں سو سال کے اندر اسلام کا غلبہ ہوگا۔**

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ آپؒ نے فرمایا تھا کہ Potential ہے۔ اگر دوسری روکیں نہ آئیں اور حالات نہ بدلیں تو پھر ہی یہ Potential قائم رہ سکتا ہے۔ اس میں صلاحیت ہے تو ہو جائے گا لیکن حالتیں بدلتے جاؤ تو پھر وقت آگے بھی چلا جاتا ہے۔ حضرت موسیٰؑ سے غلبہ کا وعدہ کیا تھا ناں، لیکن ان کی قوم کی حالت کی وجہ سے غلبہ آگے چلا گیا تو کینیڈین اللہ تعالیٰ کے زیادہ لاڈلے تو نہیں۔ کام کرتے رہیں گے تو ٹھیک ہے۔ نیکیوں پر قائم رہیں اور اپنی حالت ٹھیک رکھیں لیکن اگر برائیوں میں بڑھتے جائیں اور برائیوں کے قانون زیادہ پاس ہوتے جائیں، سکولوں میں غلط رویے اختیار کرتے چلے جائیں تو اپنی نسلیں تباہ کریں گے پھر ہو سکتا ہے کہ وقت آگے چلا جائے۔ سو سال سے ڈیڑھ سو سال لگ جائیں لیکن ہمیں یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ عیسائیت کے پھیلنے کے لئے تین سو سال سے زیادہ عرصہ لگا تھا۔ لیکن اب تین سو سال نہیں گزریں گے کہ تم دیکھو گے کہ اکثریت دنیا کی احمدیت کے جھنڈے تلے ہوگی۔ اصل چیز یہ ہے۔

☆ **ایک طالب علم نے سوال کیا۔ عربی سیکھنے کا بہترین طریقہ کیا ہے؟**

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ سب سے بہترین طریقہ یہ ہے کہ بول چال کرو۔ تمہارے ایک عرب استاد بھی یہاں آ گئے ہیں۔ حضور نے استاد کو دیکھ کر فرمایا کہ آپ عرب ہیں؟ آج آپ پاکستانی لگ رہے ہیں۔ پھر فرمایا کہ اپنے اُستاد سے عربی بولا کرو۔ عربی کا پرانا سلیبس بڑا مشکل تھا۔ میں نے اسے دیکھا تھا۔ اس سے زبان بھی نہیں آسکتی تھی۔ اس لئے میں نے مہدہ اور اولیٰ میں نیا سلیبس بھجوایا تھا۔ میں نے دیکھا ہے کہ یوکے کے جامعہ میں شروع کروا کر فائدہ ہوا ہے۔ اس کے علاوہ بھی بعض بچے جو جامعہ میں نہیں تھے لیکن شوق رکھتے تھے۔ انہوں نے بھی اس سے فائدہ اٹھایا۔ بعض بچے جی سی ایس سی کر کے انہوں نے صرف ایک ڈیڑھ مہینہ عربی سلیبس پڑھا اور اچھے بھلے عربی کے فقرے بنا لیتے ہیں بلکہ عربوں سے بولتے بھی ہیں۔ میں نے ان کی ڈیوٹی عربوں کے ساتھ لگائی تھی جلسے کے دنوں میں، ایک دو بچوں کی، تو وہ عرب کہہ رہے تھے کہ یہ بڑے اعتماد سے اور صحیح طرح سے عربی بول رہے تھے۔ ایک اعتماد ہونا چاہئے اور دوسرا جرأت ہونی چاہئے۔ پھر ایک شوق بھی ہونا چاہئے، یہ ساری چیزیں ہوں گی تو عربی آ جائے گی۔ بلکہ کوئی بھی زبان آ جائے گی۔

☆ **ایک طالب علم نے سوال کیا۔ یہ کہنا مناسب ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پہلے جری اللہ فی حلل الانبیاء تھے؟**

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سب انبیاء سے بڑھ کر ہیں۔ اس لئے سب انبیاء آپ کے مریدوں میں سے ہیں۔ اس لئے آپ نے فرمایا کہ موسیٰ عیسیٰ سارے ہوتے تو میری بیعت کرتے۔ نبی ہونے سے زیادہ اس بات کو ترجیح دیتے کہ میری امت میں سے ہوں۔ تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام تو بہت بلند ہے۔ ہاں اللہ تعالیٰ نے سب پرانی تعلیمات کو جو اچھی تعلیمات تھیں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات میں سمو دیا۔ زائد بھی بہت کچھ دے دیا۔ یہ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اس وجہ سے کہ آپ جری اللہ تھے۔ اس وجہ سے کہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام تھے:

''ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو

اس سے بڑھ کر غلام احمد ہے''

آپ غلام ہیں اور اس کے باوجود آپ تمام انبیاء پر فوقیت رکھتے ہیں یا آپ سب انبیاء کے حلیہ میں آ گئے ہیں۔ تو میرے لحاظ سے اس کی تشریح یہ ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم تو سب انبیاء سے بڑھ کر ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو خاتم النبیین ہیں۔

☆ **ایک طالب علم نے سوال کیا۔ سیرین لوگ سیریا سے نکل کر مختلف ممالک میں جا رہے ہیں۔ اس پر لگتا ہے کہ کوئی خدائی تقدیر ہے۔ اگر ان سے رابطہ بنانا ہے اور تبلیغ کرنی ہے تو کس طرح کرنی چاہئے؟**

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ عرب بولنے والے جتنے بھی ہیں ان کو چاہئے کہ عرب پاکٹس (Pockets) کو تلاش کریں۔ وہاں جائیں اور انہیں دیکھیں کہ کیا تمہارے حالات ہیں۔ پھر آہستہ آہستہ انہیں قریب لائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ کے بارہ میں بتائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن شریف کی پیشگوئیوں کی روشنی میں انہیں سمجھائیں۔ جو آیت آج پڑھی گئی ہے اس کی روشنی میں بتاؤ۔ یہ موقعہ انہیں ملا ہے آپ جا کر انہیں تبلیغ کریں۔ پیغام پہنچایا جائے۔ باقی زبردستی تو کسی سے نہیں کی جا سکتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی بَلِّغ کا حکم تھا۔ کوئی زبردستی نہیں تھی۔ تبلیغی راستے تلاش کرو۔ یہ تو میں مربیان کو کہتا رہتا ہوں جو جو پاکٹس بنی ہیں تبلیغ کے نظام کے تحت ہر قوم کی پاکٹس کو تیار کیا جائے اور ان کے لئے خاص پروگرام کیا جائے۔ شعبہ تبلیغ کو بھی میں یہی کہتا ہوں۔

☆ **ایک طالب علم نے سوال کیا۔ کینیڈا میں جب ہم تبلیغ کرتے ہیں اور بعض دفعہ لوگ کہتے ہیں ٹھیک ہے آپ کا پیغام اچھا ہے۔ آپ اپنے دائرہ میں رہو ہم اپنے دائرہ میں رہتے ہیں۔ اسلام کے بارہ میں سیکھنا نہیں چاہتے۔**

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ اس کا مطلب ہے ہم بیٹھ جائیں۔ پنجابی میں کہتے ہیں ڈھیری ڈھا دے۔ خاموشی سے بیٹھ جائیں گے۔ نہیں بیٹھیں گے۔ کیلگری میں سی بی سی کی نمائندہ نے ایسا ہی سوال کیا تھا۔ میں نے کہا تھا کہ ہم تمہاری جان نہیں چھوڑنے والے، لگاتار لگے رہیں گے۔ تم نہیں مانو گی تو تمہارے بچے اور تمہاری نسلیں مان لیں گی۔ ہم نے اپنا کام جاری رکھنا ہے۔ مشنری ورک اسی طرح ہوتا ہے۔ ایک نسل نہیں مانے گی تو دوسری مانے گی۔ ہمارا کام تو یہی ہے کہ انسانیت کو بچائیں۔ جب تک انسانیت اس دنیا میں قائم ہے۔ ہم نے کام کرتے چلے جانا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کہیں نہیں دعویٰ کیا کہ میری نسل میں جو ہیں وہ سب مان لیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں سینکڑوں سے ہزاروں ہوئے اور ہزاروں سے لاکھوں اور اب اور بڑھ گئے اور دنیا میں پھیل گئے۔ دنیا میں جماعت کا تعارف ہوگیا۔ دنیا جماعت کو جاننے لگ گئی ہے۔ دنیا میں اعتراض ہونے لگ گئے ہیں کہ تم جماعت کی Favour کیوں کرتے ہو یا کیوں نہیں

کرتے۔ تعارف ہر طرف بڑھ رہا ہے۔ اس پر نیک فطرت لوگوں کی توجہ بھی پیدا ہوگئی ہے۔ مان بھی لیں گے۔ لیکن یہ کہنا کہ سو فیصد لوگ مان لیں گے۔ کبھی نہیں ہوا، نہ کبھی ہوگا۔ لیکن اگلی نسل اور اس سے اگلی نسل ان میں کچھ ماننے والے آتے رہیں گے۔ تین سو سال کا عرصہ جو دیا ہے وہ اس لئے دیا ہے کہ مختلف نسلیں مانیں گی۔ اگر یہ نسل اس قابل نہیں تو شاید اگلی نسل مان لے گی۔ ہم نے اپنا کام کرنا ہے۔ جو ہمارے سپرد ہے۔ تھکنا نہیں۔ تھک گئے تو ختم ہوگئے۔

☆ **ایک طالب علم نے سوال کیا۔ جب کوئی انسان خواب دیکھتا ہے۔ تو اس کو کتنی اہمیت دینی چاہئے؟**

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ بعضوں کو خواب دیکھنے کا شوق ہوتا ہے۔ ایک لطیفہ مشہور ہے کہ کوئی کسی کو اپنی خواب سنا رہا تھا تو وہ عورت کہتی کہ ٹھہرو میں ایک گھنٹہ کے بعد تمہیں ملوں گی۔ ایک گھنٹہ بعد آ کر اس نے کہا کہ میں نے بھی یہ خواب دیکھ لی ہے۔ نفسیات دان کہتے ہیں کہ ہر ایک انسان رات میں تین چار خواب دیکھتا ہے۔ بعضوں کو یاد رہ جاتی ہے اور بعضوں کو نہیں یاد رہتی۔ لیکن بعض ایسی خوابیں ہوتی ہیں جن میں ایک پیغام ہوتا ہے۔ ایک شوکت ہوتی ہے۔ وہ یاد بھی رہ جاتی ہے اور اس کا دل پر اثر بھی ہوتا ہے۔ بعض لوگ خوابیں لکھتے ہیں کہ درود پڑھتے ہوئے دیکھا یا قرآن شریف پڑھتے سنا۔ جب جاگ آتی ہے تو وہی پڑھ رہے ہوتے ہیں۔ بعض خوابیں تعبیر طلب ہوتی ہیں۔ ہر ایک کو ان کی تعبیر بھی نہیں آتی۔ ہر ایک تعبیر بھی نہیں کر سکتا۔ اس لئے حضرت مصلح موعودؓ نے ایک اچھا نسخہ بتایا ہے کہ بے شک تمہارے ہر خواب کا اچھا اثر ہے یا برا اگر یاد رہتی ہے تو صدقہ دے دیا کرو۔ زیادہ تردّد کرنے کی ضرورت نہیں۔ اگر سمجھتے ہو کہ ایسی خواب ہے جو جماعتی رنگ کی ہے، اس میں کوئی پیغام ہے تو مجھے لکھ دیا کرو۔

☆ **ایک طالب علم نے سوال کیا۔ خلیفہ بننے کے بعد آپ کا اپنے قریبی دوستوں کے ساتھ رویہ میں کوئی فرق آیا؟**

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ میرا تعلق تو کسی سے نہیں بدلتا۔ ہاں اب میرے پاس اتنا وقت نہیں جیسے پہلے تھوڑی دیر بیٹھ لیا کرتا تھا۔ لمبا عرصہ پہلے بھی نہیں بیٹھتا تھا۔ اب تو کام کی نوعیت ہی بدل گئی۔ باقی تعلق ہے اور تعلق رہنا چاہئے۔ وہ تو ختم نہیں ہونا چاہئے بلکہ تعلق میں مزید وسعت اور بہتری پیدا ہوگئی۔ ان دوستوں سے بھی اور دوسروں سے بھی۔ ہاں یہ ان سے پوچھ سکتے ہو جو میرے دوست ہیں۔ تمہارے ساتھ میرا رویہ تو نہیں بدلا۔ میرا خیال ہے میں نے کوشش کی ہے نہ بدلوں۔

☆ **ایک طالب علم نے سوال کیا۔ معہدہ کے لئے کیا نصیحت ہے، جس سے ہمیں فائدہ ہو؟**

حضور انور نے فرمایا کہ ہر روز جو کلاس میں پڑھتے ہو، ہوسٹل یا گھر میں آ کر اسے پھر پڑھو اور دوہرا لیا کرو۔ معہدہ کا تو سلیبس بڑا آسان ہے۔ اس میں جو فیل ہوتا ہے، میں اسے باوجود کوشش کے رعایتی پاس نہیں کر سکتا۔ اگر یہ انتظامیہ بعض دفعہ سختی کرتی ہے اور بعضوں کو یہ فیل کر کے رزلٹ بھیج دیتے ہیں صرف یہاں نہیں بلکہ دوسری جگہوں پر بھی لیکن میں کوشش کرتا ہوں کہ رعایت کروں میرے خیال سے پچیس تیس فیصد میں ان کا رزلٹ مانتا ہی نہیں۔ پاس کر دیا کرتا ہوں۔ لیکن معہدہ کا اتنا بنیادی کورس ہے کہ ان کو پڑھنا چاہئے اور سیکھنا چاہئے اور شروع سے ہی نمازوں کی عادت ڈالو۔ شروع سے ہی عادت ڈالو کہ فجر سے پہلے دو نفل پڑھو۔ اپنی زندگی کو ریگولیٹ کرو۔ اپنا ایک ٹائم ٹیبل بناؤ اور اس پر عمل کرو۔ پہلے دن سے اگر عادت پڑ جائے گی تو آخر تک صحیح نظام ہوگا۔ پھر جب فیلڈ میں جاؤ گے تو اسی کی عادت رہے گی۔ اس لئے روزانہ کا ایک چارٹ بناؤ اور اسی کے مطابق عمل کرو۔ ایک تو جامعہ کا سٹڈی ٹائم ہے پھر اخبار پڑھنے کا ٹائم ہے پھر جنرل نالج کے حصول کے لئے کچھ وقت ہے۔ پھر نمازوں کے اوقات ہیں۔ کھانا کھانے کے لئے وقت ہے یا سونے کے لئے وقت ہے۔ چھ سات گھنٹے سو کر اس کے بعد بقایا سترہ گھنٹے اپنا ٹائم ٹیبل بناؤ۔

☆ **ایک طالب علم نے سوال کیا۔ آپ کو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کوئی ذاتی واقعہ یاد ہے؟**

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جب وفات ہوئی تو میں 15 سال کا تھا۔ کئی چھوٹے چھوٹے واقعات ہیں لیکن میں ایک واقعہ بتا دیتا ہوں، پہلے بھی بعضوں کو بتا چکا ہوں۔ مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سب سے چھوٹے بھائی تھے، میرے دادا، جب میں گیارہ سال کا تھا تو وہ 1961ء میں فوت ہوگئے تھے۔ غالباً انسٹھ یا اٹھاون کی بات ہے۔ مجھے وہ باہر لے جایا کرتے تھے بازار وغیرہ جیسے بچوں کو لے جایا کرتے ہیں۔ داداؤں کو شوق ہوتا ہے بچوں کی انگلیاں پکڑ کر لے جاتے ہیں۔ ایک دن مجھے کہتے چلو۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر جانا ہے۔ قصرِ خلافت میں گئے تو مسجد مبارک کی طرف ایک دروازہ ہوا کرتا تھا جس سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز کے لئے آیا کرتے تھے اور اوپر والی منزل پر رہتے تھے۔ وہ نیچے آ کر کھڑے ہوگئے اور مجھے کہا کہ تم اوپر جاؤ اور جا کر بتاؤ کہ میں آیا ہوں۔ میں اوپر گیا حضرت مریم صدیقہ صاحبہ جنہیں چھوٹی آپا کہتے ہیں۔ وہاں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تھیں۔ میں نے انہیں کہا کہ مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے ہیں اور حضورؓ سے ملنا ہے۔ ان دنوں میں حضور کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔ یہ ساٹھ کی بات ہوگی کیونکہ وہ لیٹے ہوئے تھے۔ انہوں نے ایک کرسی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سرہانے رکھ دی تاکہ حضرت مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس پر آ کر بیٹھ جائیں۔ میں نیچے گیا اور ان کو بلا کر اوپر لے آیا۔ آ کر وہ کرسی پر نہیں بیٹھے۔ حضورؓ کے سرہانے نیچے فرش پر بیٹھ گئے۔ کرسی پیچھے کر دی۔ کوئی جماعتی باتیں تھیں وہ کرتے رہے مجھے تو سمجھ نہیں آئیں ویسے بھی میں دور چلا گیا تھا۔ اس کے بعد کھڑے ہوئے اور سلام کیا اور بڑے احترام سے کچھ دیر کھڑے ہو کر الٹے قدموں واپس گئے اور تھوڑی دور جا کر سیدھا ہوئے۔ تو یہ پہلا سبق بغیر بولے انہوں نے مجھے سکھایا کہ خلافت کا احترام کیسے کرنا چاہئے۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سے باتیں کر رہے تھے، ان کی نظر میں بھی ایک خاص تعلق ٹپک رہا تھا۔ باتوں سے بھی لگ رہا تھا۔ مجھے سمجھ تو نہیں آ رہی تھی لیکن میں یہ محسوس کر رہا تھا کہ دونوں طرف سے ایک محبت ہے۔

☆ **ایک طالب علم نے سوال کیا۔ پاکستان آپ کو کتنا یاد آتا ہے؟**

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ تم خود وہاں سے دوڑ آئے ہوئے مجھے کیا پوچھ رہے ہو۔ کبھی کبھی ربوہ کی گلیاں یاد آتی ہیں۔ میں اپنے خاندان کا پہلا لڑکا ہوں جو ربوہ میں پیدا ہوا تھا۔ اس لئے میری یادیں ربوہ کے ساتھ بہت ہیں۔ جب مٹی اُڑتی تھی، کچی گلیاں تھیں، پھر گلیوں اور سڑکوں پر پہاڑی کی سرخ رنگ کی مٹی پڑنا شروع ہوئی تاکہ تھوڑا سا ربوہ کا جو رنگ ہے وہ نہ اٹھے۔ پھر موٹی روڑی پڑنا شروع ہوئی۔ پھر سڑکیں بن گئیں۔ اب تو ربوہ بڑا ڈیویلپ ماشاء اللہ ہوگیا ہے۔ مجھے یاد ہے جب چوہدری ظفر اللہ خان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ وزیر خارجہ تھے یا ربوہ کے شروع کی بات ہے۔ جلسہ کے دن تھے۔ اس زمانہ میں نصرت گرلز ہائی سکول میں جلسہ ہوا کرتا تھا۔ مسجد اقصیٰ میں تو بہت بعد میں گیا۔ عورتوں کا لجنہ کے احاطہ میں اور مردوں کا نصرت گرلز ہائی سکول میں ہوتا تھا۔ قصرِ خلافت میں ہی چوہدری ظفر اللہ خان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ٹھہرے ہوئے تھے۔ وہاں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گیسٹ ہاؤس ہوا کرتا تھا۔ ایک دفعہ شدید بارش ہوگئی۔ لوگ بڑے آرام سے بیٹھے رہا کرتے تھے۔ اس زمانہ میں ربوہ میں ایک ہی جیپ ہوا کرتی تھی۔ جو ناظر

اصلاح وارشاد مقامی چوہدری فتح محمد سیال ہوتے تھے یا ان کی جگہ کوئی اور بدل گئے تھے۔ بہر حال وہ اس میں آئے تو ہمارے گھر کے قریب پہنچے تو اتنا زیادہ کیچڑ اور دلدل بن گئی تھی کہ وہ فور ویل ڈرائیو جیپ وہاں پھنس گئی۔ میں گھر کے دروازہ سے باہر نکل کر نظارہ دیکھنے لگا۔ ایک طرف فوجی کھڑے ہیں۔ خدام زور لگا رہے ہیں۔ دھکے دے رہے ہیں۔ لیکن جیپ اپنی جگہ سے ہل نہیں رہی۔ تو یہ حال ہوا کرتا تھا ربوہ کا۔ تو اُس زمانہ کی یادیں بھی ہیں اور پھر اس زمانہ کی یادیں بھی ہیں۔ ربوہ پھر یاد آتا ہے۔

☆ **ایک طالب علم نے سوال کیا۔ انسان اپنے آپ کو مزگی کس طرح بنا سکتا ہے؟**

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ بیٹھے بیٹھے تو انسان مزگی نہیں بن جاتا۔ اللہ تعالیٰ کی یاد، خوف اور خشیت یہی چیزیں ہیں۔ یہ ہوں گی تو انسان ہر برائی سے بچنے کی کوشش کر سکتا ہے۔ اس کی باریکی میں جانے کی کوشش کرو۔ تم لوگ خاص طور پر جو دنیاوی تربیت اور ہدایت پر مامور ہونے والے ہو۔ اس چیز کے لئے خاص طور پر کوشش کرنی چاہئے۔ ایک دن میں تو نہیں بن جاتا۔ مسلسل کوشش ہونی چاہئے۔ دعا اور فضل پھر عاجزی چاہئے۔

یہ پروگرام ایک بج کر پانچ منٹ پر ختم ہوا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے طلباء کو قلم عطا فرمائے اور سب طلباء نے شرفِ مصافحہ حاصل کیا۔

بعد ازاں ایک بج کر بیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سٹاف روم میں تشریف لے آئے اور اساتذہ کرام سے باری باری اُن کے مضامین کے بارہ میں دریافت فرمایا۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہال میں تشریف لے آئے جہاں تصاویر کا پروگرام ہوا۔ تمام کلاسز، اساتذہ، سٹاف، مدرسۃ الحفظ کے طلباء اور مدرسۃ الحفظ کے اساتذہ نے باری باری گروپ کی صورت میں اپنے پیارے آقا کے ساتھ تصاویر بنوائیں۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جامعہ احمدیہ کی لائبریری کے معائنہ کے لئے تشریف لے گئے۔ دورانِ معائنہ ساتھ ساتھ بعض امور دریافت فرمائے اور ہدایات سے نوازا۔

حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز کی سالانہ جلدیں تیار ہوگئی ہیں وہ بھی منگوا کر اپنی لائبریری میں رکھیں۔

مدرسۃ الحفظ میں تشریف آوری

جامعہ کی لائبریری کے معائنہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مدرسۃ الحفظ میں تشریف لے گئے اور معائنہ فرمایا اور ہدایت فرمائی کہ بچوں کو روزانہ دودھ کا ایک گلاس اور ایک اُبلا ہوا انڈا دیا کریں۔ مدرسۃ الحفظ ربوہ میں یہ باقاعدہ طلباء کو مہیا کیا جاتا ہے۔

عائشہ اکیڈمی میں تشریف آوری

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے عائشہ اکیڈمی کا معائنہ فرمایا جہاں خواتین اساتذہ نے حضور انور کو خوش آمدید کہا اور بچیوں نے گروپ کی صورت میں عربی قصیدہ پیش کیا۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ایوان طاہر کے ہال میں تشریف لے آئے جہاں جامعہ کی طرف سے دوپہر کے کھانے کا انتظام کیا گیا تھا۔ تمام طلباء اور اساتذہ نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی معیّت میں کھانا کھایا۔ اس موقع پر مختلف جماعتی عہدیداران کو بھی مدعو کیا گیا تھا۔

بعد ازاں دو بج کر 40 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ''مسجد بیت الاسلام'' میں تشریف لا کر نماز ظہر و عصر جمع کرکے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

پروگرام کے مطابق چھ بج کر 25 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے دفتر آنے کے لئے ایوان طاہر تشریف لائے۔

عرب احمدیوں کے ایک پروگرام میں حضور انور کی بابرکت تشریف آوری

آج ایوان طاہر کے ایک ہال میں عرب احباب اور فیملیز کا ایک تربیتی اجتماعی پروگرام منعقد ہو رہا تھا جس میں 180 کی تعداد میں عرب احباب مرد و خواتین شامل تھے۔ مکرم محمد طاہر ندیم صاحب (عربی ڈیسک یوکے) اس پروگرام کا انعقاد کر رہے تھے اور پروگرام اپنے اختتام کے قریب تھا کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر آنے سے قبل اس پروگرام میں تشریف لے آئے۔ جونہی حضور انور کے چہرہ مبارک پر عرب احباب کی نظر پڑی تو عرب احباب نے بڑے پُرجوش انداز میں نعرے بلند کئے۔ اھلًا و سھلًا و مرحبا یا امیر المومنین کی صدائیں ہر طرف سے بلند ہو رہی تھیں۔ کئی احباب کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ خواتین بھی رو رہی تھیں اور بچیاں خیر مقدمی گیت پیش کر رہی تھیں۔ ایسا جوش اور ایسی والہانہ محبت کا اظہار تھا کہ جیسے جذبات کا کوئی ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر بہہ رہا ہو۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کچھ دیر کے لئے تشریف فرما ہوئے اور آج کے اس پروگرام کے حوالہ سے دریافت فرمایا۔ جس پر عرب احباب نے کہا کہ بہت اچھا اور مفید پروگرام رہا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ آپ سب کے ساتھ فیملیز ملاقاتیں ہو رہی ہیں اس لئے ہر ایک سے ملاقات ہو جائے گی۔ اکثر عرب فیملیز کے ساتھ ملاقات ہو بھی چکی ہے۔

اس کے بعد حضور انور کچھ دیر کے لئے خواتین کے حصہ میں تشریف لے آئے جہاں ایک طرف بچیاں گیت پیش کر رہی تھیں تو دوسری طرف مائیں اپنے چھوٹے بچوں کو حضور انور کے قریب کر رہی تھیں تاکہ یہ بچے حضور انور سے پیار لے سکیں۔ حضور انور نے کمال شفقت سے ان بچوں کو پیار دیا۔ بہت جذباتی مناظر تھے۔ ایک طرف حضور انور ان بچوں کو پیار کر رہے تھے تو دوسری طرف ماؤں کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں۔

انفرادی و فیملی ملاقاتیں

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے دفتر تشریف لے آئے اور پروگرام کے مطابق فیملیز ملاقاتیں شروع ہوئیں۔

آج شام کے اس سیشن میں 39 فیملیز کے 160 خوش نصیب افراد نے اپنے پیارے آقا سے شرف ملاقات کی سعادت پائی۔ ان سبھی افراد نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوائی۔ حضور انور نے ازراہ شفقت تعلیم حاصل کرنے والے طلباء اور طالبات کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام آٹھ بج کر 35 منٹ تک جاری رہا۔

تقریب آمین

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ''مسجد بیت الاسلام'' تشریف لے آئے جہاں تقریب آمین کا انعقاد ہوا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت درج ذیل چالیس بچوں اور بچیوں سے قرآن کریم کی ایک ایک آیت سنی:

عزیزم جاذب احمد، جواد احمد، منیب احمد، صباحت احمد، ولید احمد، ولید رانا، فاران خان، حارث احمد شایان چیمہ، شفاعت عدیل ملک، اطہر عرفان، کاشف نوید، ماہد گوندل، ریان اٹھوال، عیان اسماعیل، حیان احمد، زوریز صالح، عزیز عبدالشافی، چوہدری نعمان، ظافر احمد رسول۔

ملیحہ ذکریا، سبیقہ طارق، شافیہ اکبر، عاتکہ کشف، علیشہ باجوہ، عالیہ باجوہ، نور ارسلان، بریرہ ربانی، بی بی حبیبہ، احسان تنویر، ہادیہ گوندل، کاشفہ باجوہ، مائرہ باجوہ، نمارالیانہ، ماہ نور علی، سبیقہ باجوہ، شمائلہ احمد، عظمیٰ الماس فاروقی، بریرہ محمود قریشی، عزیزہ دانیہ صفی۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز مغرب و عشاء جمع کرکے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے آئے۔

(باقی آئندہ)

(ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ 6 جنوری 2017ء)

کیا انجیل شریعت کی کتاب ہے؟

مکرم انصر رضا صاحب مشنری

عوام میں بلا دلیل و بلا ثبوت یہ بات مشہور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چار شریعتیں یا چار کتابیں نازل کی ہیں، تورات، زبور، انجیل، اور قرآن۔ اسی بنا پر بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صاحب شریعت نبی تھے۔ اگر مرزا صاحب ان کے مثیل ہونے کے مدعی ہیں تو پھر انہیں بھی صاحب شریعت نبی ہونا چاہئے اور قرآن کو، نعوذ باللہ، منسوخ کر کے اپنی شریعت پیش اور جاری کرنی چاہئے۔ یہ استدلال اور اس کی بنیاد قرآن اور تاریخی حقائق کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہود و نصاریٰ ایک ہی کتاب پڑھتے ہیں جس سے معلوم ہوا کہ ان کے ہاں شریعت کی تین کتابیں، تورات، زبور، اور انجیل نہیں، جیسا کہ غلط طور پر لوگوں میں مشہور ہے، بلکہ ایک ہی کتاب یعنی تورات ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ترجمہ: اور یہود کہتے ہیں کہ نصاریٰ (کی بنا) کسی چیز پر نہیں اور نصاری کہتے ہیں کہ یہود (کی بنا) کسی چیز پر نہیں حالانکہ وہ کتاب پڑھتے ہیں۔ اسی طرح ان لوگوں نے بھی جو کچھ علم نہیں رکھتے ان کے قول کے مشابہ بات کی۔ پس اللہ قیامت کے روز ان کے درمیان ان باتوں کا فیصلہ کرے گا جن میں وہ اختلاف کرتے تھے۔

(سورۃ البقرہ 114:2)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں یہود و نصاریٰ کو اکٹھا مخاطب فرماتے ہوئے ہمیشہ انہیں ''اہل کتاب'' کہتا ہے۔ اگر ان کے ہاں تین کتابیں ہوتیں تو اللہ تعالیٰ انہیں اہل کتاب کی بجائے اہل الکتب کہہ کر مخاطب فرماتا۔

اللہ تعالیٰ نے مزید صراحت کرتے ہوئے فرمایا کہ قرآن سے پہلے ایک ہی کتاب تھی اور وہ تھی موسیٰ علیہ السلام کی کتاب یعنی تورات:

ترجمہ: پس کیا وہ جو اپنے رب کی طرف سے ایک روشن دلیل پر ہے اور اس کے پیچھے اس کا ایک گواہ آنے والا ہے اور اس سے پہلے موسی کی کتاب بطور امام اور رحمت موجود ہے) وہ جھوٹا ہو سکتا ہے؟ یہی (اس موعود رسول کے مخاطبین بالآخر) اسے مان لیں گے۔ پس جو بھی احزاب میں سے اس کا انکار کرے گا تو آگ اس کا موعود ٹھکانا ہوگی۔ پس اس بارہ میں تو کسی شک میں نہ رہ۔ یقیناً یہی تیرے رب کی طرف سے حق ہے لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے۔

(سورۃ ہود 18:11)

اور تورات کے بعد ایک ہی کتاب ہے یعنی قرآن

جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔

ترجمہ: انہوں نے کہا اے ہماری قوم! یقیناً ہم نے ایک ایسی کتاب سنی جو موسی کے بعد اتاری گئی۔ وہ اس کی تصدیق کر رہی تھی جو اس کے سامنے تھا۔ وہ حق کی طرف اور صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت دے رہی تھی۔ (سورۃ احقاف 31:46)

دونوں اطراف یعنی پہلے اور بعد کی بات وضاحت سے پیش فرما کر اللہ نے بتا دیا کہ یہ جو لوگوں میں مشہور ہے کہ آسمان سے چار کتابیں نازل ہوئیں: تورات، زبور، انجیل، اور قرآن یہ بات غلط ہے۔

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا غیر تشریعی نبی ہونے کا دعویٰ وضاحت و صراحت سے آپ کی کتب میں موجود ہے اور یہاں بھی پیش کیا جا چکا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ نے یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت یعنی تورات کے تابع اور اس کے خادم نبی تھے اور اسی کو زندہ کرنے آئے تھے۔

''اور صوفیوں نے اس طرح آخر الزمان کے مہدی کو عیسیٰ ٹھہرایا ہے کہ وہ شریعت محمدیہ کی خدمت کے لئے اسی طرز اور طریق سے آئے گا جیسے عیسی شریعت موسویہ کی خدمت اور اتباع کے لئے آیا تھا۔'' (ازالہ اوہام، حصہ دوم۔ روحانی خزائن، جلد 3، صفحہ 414)

''مسیح ابن مریم تلوار یا نیزہ کے ساتھ نہیں بھیجا گیا تھا اور نہ اس کو جہاد کا حکم تھا بلکہ صرف حجت اور بیان کی تلوار اس کو دی گئی تھی تا یہودیوں کی اندرونی حالت درست کرے اور توریت کے احکام پر دوبارہ ان کو قائم کر دے۔''

(ازالہ اوہام، حصہ دوم۔ روحانی خزائن، جلد 3، صفحہ 448)

''میں کہتا ہوں کہ کیا حضرت موسیٰ، مسیح سے بڑھ کر نہیں جن کے لئے بطور تابع اور مقتدی کے حضرت مسیح آئے اور ان کی شریعت کے تابع کہلائے۔''

(جنگ مقدس۔ روحانی خزائن، جلد 6، صفحہ 251)

''عیسیٰ صرف اور نبیوں کی طرح ایک نبی خدا کا ہے اور وہ اس نبی معصوم کی شریعت کا ایک خادم ہے جس پر تمام دودھ پلانے والی حرام کی گئی تھیں۔''

(نور الحق۔ حصہ اول۔ روحانی خزائن، جلد 8، صفحہ 68)

''یہ واقعہ اس وقت پیش آیا جب کہ حضرت موسیٰ کی وفات پر چودھویں صدی گزر رہی تھی اور اسرائیلی شریعت کے زندہ کرنے کے لئے مسیح چودھویں صدی کا مجدد تھا۔''

(مسیح ہندوستان میں۔ روحانی خزائن، جلد 15، صفحہ 29)

''اور عوام جو باریک باتوں کو سمجھ نہیں سکتے ان کے لئے اسی قدر کافی ہے کہ خدا تعالی نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے دو رسول ظاہر کر کے ان کو دو مستقل شریعتیں عطا فرمائی ہیں۔ ایک شریعت موسویہ۔ دوسری شریعت محمدیہ۔''

(تحفہ گولڑویہ۔ روحانی خزائن، جلد 17، صفحہ 300)

''اب سوچ کر دیکھ لو کہ ان تینوں کاموں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ایک ذرہ بھی مناسبت نہیں۔ نہ وہ پیدا ہو کر یہودیوں کے دشمنوں کو ہلاک کر سکے اور نہ وہ ان کے لئے کوئی نئی شریعت لائے اور نہ انہوں نے بنی اسرائیل یا ان کے بھائیوں کو بادشاہت بخشی۔ انجیل کیا تھی وہ صرف توریت کے چند احکام کا خلاصہ ہے جس سے پہلے یہود بے خبر نہیں تھے گو اس پر کاربند نہ تھے۔''

(تحفہ گولڑویہ۔ روحانی خزائن، جلد 17، صفحہ 300)

ابنِ خلدون کا بھی یہی خیال ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کو شریعت محمدیہ سے وہی نسبت ہوگی جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو شریعت موسویہ سے تھی۔ یعنی دونوں غیر تشریعی نبی ہیں اور اپنے سے پہلے نبی کی شریعت کے احیا کے ذمہ دار ہیں۔

''ابنِ ابی واطیل کہتے ہیں کہ اس قول کہ عیسیٰ کے سوا کوئی مہدی نہیں کا یہ معنی ہے کہ کوئی مہدی ان کے ساتھ ہدایت و ولایت میں برابر نہیں ہو سکتا۔ میں (ابن خلدون) کہتا ہوں کہ بعض صوفیاء نے اس کا یہ مطلب لیا ہے کہ کوئی مہدی نہیں سوائے اس مہدی کے جسے شریعت محمدیہ سے اس کی پیروی کرنے اور منسوخ نہ کرنے میں وہی نسبت ہوگی جو عیسی کو شریعت موسویہ سے تھی۔''

(مقدمہ تاریخ ابن خلدون ۔ الباب الثانی من الکتاب الاوّل: الفصل الثالث والخمسون فی امر الفاطمی وما یذھب الیه الناس فی شانه و کشف الغطاء عن ذالک، صفحہ 407)

مکرم پروفیسر سید شکیل احمد منیر صاحب مرحوم

سابق امیر و مشنری انچارج جماعت احمدیہ آسٹریلیا کا مختصر ذکرِ خیر

مکرم مولانا محمد اجمل شاہد صاحب ایم اے، سابق امیر و مشنری انچارج نائیجیریا، مغربی افریقہ

ہمارے لئے یہ اندوہناک اور کرب انگیز خبر تھی کہ مورخہ 31 جولائی 2017ء کو جماعت احمدیہ کے ایک مایہ ناز اور بے مثال خادمِ سلسلہ مکرم پروفیسر سید شکیل احمد صاحب منیر سابق امیر و مشنری انچارج جماعت احمدیہ آسٹریلیا اس دنیائے فانی سے کوچ کر گئے۔ اِنا للہ و اِنا الیہ راجعون وفات کے وقت آپ کی عمر 86 سال تھی۔

مکرم منیر صاحب سے خاکسار کا پہلا تعارف 70-1969ء میں اس وقت ہوا جب آپ غانا سے کراچی اپنے والد محترم حکیم سید خلیل احمد مونگھیروی صاحب سے ملنے کے لئے آئے تھے۔ اُس وقت اس امر سے انتہائی خوشی ہوئی کہ آپ اپنے والد کی خدمت سلسلہ کے جذبہ کی زندہ تصویر تھے۔ اور آپ کی تمام تر دلچسپی جماعتی خدمت اور خلافت سے وابستگی میں تھی۔

1972ء میں خاکسار کا تبادلہ کراچی سے نائیجیریا میں ہوا اور یہاں منیر صاحب کو قریب سے دیکھنے اور آپ کی غیر معمولی خوبیوں سے استفادہ کا موقع ملا۔ آپ نائیجیریا کے مشرقی حصہ کے Owerri شہر میں گورنمنٹ کالج میں فزکس کے پروفیسر تھے۔ اس علاقہ کی آبادی ایبو عیسائیوں کا گڑھ تھی۔ یہاں پر مکرم منیر صاحب نے ان لوگوں میں اسلام کا پیغام پہنچانے کے لئے متعدد اقدامات کئے۔ آپ نے ان کے ساتھ باہمی تبادلہ خیالات کی طرح ڈالی۔ آپ نے وہاں پر ایک احمدیہ ہسپتال کی اجازت حاصل کی اور ایک بڑے ہسپتال کی تعمیر کے لئے ایک بڑا قطعہ زمین بھی خرید لیا۔

مکرم منیر صاحب میں خدمتِ دین کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ اُن کے اس کام میں اُن کی اہلیہ محترمہ برابر کی شریک تھیں، وہ بھی لجنہ کی تنظیم کی ترقی کے لئے ہمیشہ کوشاں رہتیں۔

یہ امر بہت ہی افسوسناک ہے کہ محترم پروفیسر سید شکیل احمد منیر صاحب کی وفات کے ایک ماہ بعد 2 ستمبر 2017ء کو ان کی اہلیہ محترمہ نعیمہ شکیل صاحبہ بھی اس دارفانی سے رخصت ہوگئیں۔ اِنا للہ و اِنا الیہ راجعون۔ ان کی عمر 84 سال تھی۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن کے احاطہ میں مکرم مبارک احمد صاحب کی نماز جنازہ حاضر کے ساتھ 5 ستمبر 2017ء کو ان کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

مکرم منیر صاحب اپنی ملازمت کے سلسلہ میں جہاں بھی رہے وہاں مبلغین کے لئے سلطانِ نصیر ثابت ہوئے۔ خدا تعالیٰ نے آپ کو انگریزی زبان کا ملکہ عطا فرمایا تھا اور آپ نے متعدد کتب کا انگریزی میں ترجمہ کیا۔ قاعدہ یسرنا القرآن کی اردو ہدایات کا انگریزی زبان میں ترجمہ کیا تھا جو لوگوں کے لئے قرآن مجید کے سیکھنے کے لئے بہت مفید ثابت ہوا۔ اور اس کے متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔

مکرم منیر صاحب اپنی ملازمت کی ذمہ داریوں کے ساتھ جماعتی خدمات میں ہمہ تن مصروف رہتے۔ ملازمت سے سبک دوش ہونے کے بعد آپ نے مستقل طور پر خدمتِ دین کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیا۔ اس عرصہ میں جامعہ احمدیہ نائیجیریا کے پرنسپل اور آسٹریلیا جماعت کے امیر اور مشنری انچارج رہے۔ آپ کا ایک شاہکار نیوزی لینڈ کی مقامی زبان ماوری میں ترجمہ قرآن مجید ہے۔ الغرض آپ زندگی بھر خلافت کے زیرِ سایہ خدمتِ دین میں مصروف رہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد بیت الفتوح لندن میں خطبہ جمعہ مورخہ 14 اگست 2017ء کے آخر میں مکرم سید شکیل احمد منیر صاحب کی گراں قدر خدمات کا ذکر فرمایا اور جمعہ کے بعد ان کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔ فرمایا:

"تیسرا جنازہ مکرم شکیل احمد منیر صاحب کا ہے جو آسٹریلیا کے سابق مشنری انچارج تھے اور اِس وقت کراچی میں تھے۔ 31 جولائی کو پچاسی سال کی عمر میں اُن کی وفات ہوئی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ ان کو قرآن کریم کا ماوری (Maori) زبان میں ترجمہ کرنے کی توفیق بھی ملی۔ صوبہ بہار کے مونگھیر انڈیا کے رہنے والے تھے۔ آپ کے والد صاحب حکیم خلیل احمد صاحب بہار کے ابتدائی احمدیوں میں سے تھے جنہوں نے 1906ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کی تھی۔ لیکن دستی بیعت نہیں کر سکے۔ اور اِن کے والد صاحب کو بھی ناظر تعلیم قادیان کے طور پر دس سال خدمت کی توفیق ملی۔ مکرم شکیل منیر صاحب نے ابتدائی تعلیم، تعلیم الاسلام کالج قادیان اور لاہور سے حاصل کی۔ پھر ڈھاکہ سے ایم ایس سی فزکس کی ڈگری حاصل کی۔ پھر تعلیم کے شعبہ سے منسلک ہو گئے۔ ملازمت کا لمبا عرصہ مغربی افریقہ کے ممالک میں گزارا۔ نائیجیریا کی فیڈرل منسٹری آف ایجوکیشن میں چیف آفیسر کے طور پر بھی کام کیا۔ احمدیہ مشن واری (Warri) نائیجیریا کی مشرقی ریاستوں کے آٹھ سال تک ریجنل صدر رہے اور انہوں نے اور ان کی اہلیہ نے نصرت جہاں اکیڈمی وا (Wa) کا آغاز کیا جو نصرت جہاں سکیم کے تحت بننے والا، جاری ہونے والا پہلا سکول، کالج اور ادارہ تھا۔ آپ کو تبلیغ کا بھی بہت شوق تھا۔ نائیجیریا میں دو نہایت کامیاب بین المذاہب سمپوزیم کا بھی انعقاد کروایا۔ اِس قیام کے دوران آپ نے اسلام اور عیسائیت پر کئی کتابیں لکھیں۔ ان کی بعض کتابیں جو انہوں نے لکھیں یہ ہیں۔

Shroud and other discoveries about Islam. Islam in Spain .The Reform taleem -el-Islam course book, Jesus.

اور نائیجیریا میں اپنے خرچ پر ایک مشن ہاؤس انہوں نے بنوایا۔

(باقی صفحہ 31)

ایک جری اور نڈر احمدی کی دلچسپ داستان

مکرم محمد ظہیر صاحب گوشی

ڈیرہ دون انڈیا میں ایک مشہور مقام ہے۔ تقسیم برصغیر کے موقع پر اس متمدن شہر سے اٹھ کر مغربی پنجاب میں دو دریاؤں جہلم اور چناب کے سنگم تریموں ہیڈ سے پار غربی جانب صحرائی علاقہ جسے تھل کہا جاتا ہے، میں بیٹھنے والے ایک جری اور نڈر احمدی کا حوصلہ ملاحظہ فرمائیے!

سارے علاقہ میں نہ صرف اکیلا احمدی بلکہ مغربی پنجاب کے کلچر (تمدن) اور زبان سے ناآشنا جواں سال اور معروف کاروباری شخصیت کے ہاں پیدا ہو کر ناز و نعم میں پرورش پانے والا فرد کیسے کامیاب و کامران اور مقبول کاروباری (بزنس مین) بن گیا؟

1953ء اور 1974ء کے فرقہ وارانہ فسادات میں بھی احمدیت کی بنا پر جب اس کا شورکوٹ والا پٹرول پمپ شرپسندوں نے نظرِ آتش کر دیا اور نعرے لگائے اور کہا کہ اب اٹھارہ ہزاری والے پٹرول پمپ کی باری ہے۔ اس موقع پر مخالفانہ دھمکیوں اور شورش کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے مردانہ وار اپنے عقیدہ پر ڈٹا رہا اور اپنا کاروبار بھی معمول کے مطابق جاری رکھا اور کہا کہ جس کی جرأت ہے وہ آئے، میں انتظار کرتا ہوں مگر کسی کو ہمت نہ ہوئی۔ یہ ہیں ہمارے میاں حمید احمد علی صاحب مرحوم و مغفور۔ نہ صرف ضلع جھنگ بلکہ اضلاع لیہ و بھکر میں بھی مشہور نیز جماعت احمدیہ میں جانے پہچانے فرد تھے۔ ان کے دادا حضرت بابو فقیر علی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو ریلوے سٹیشن قادیان کے پہلے سٹیشن ماسٹر تھے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے معروف صحابی ہوگزرے ہیں۔ جماعت احمدیہ کے بڑے بوڑھے حضرت بابو فقیر علی رضی اللہ عنہ کے اسم گرامی سے آشنا ہیں۔ حضرت بابو صاحبؓ موصوف کے صاحبزادے محمد بشیر احمد علی المعروف ایم بی احمد ڈیرہ دون میں پٹرولیم کا کاروبار کرتے تھے اور وہاں دو چالو پٹرول پمپ ان کی ملکیت تھے۔ تقسیم برصغیر کے بعد ایم بی احمد صاحب کا سارا گھرانہ ڈیرہ دون سے اٹھ کر جھنگ صدر میں آن بیٹھا تو 1947ء میں جھنگ والا اور 948ء میں اٹھارہ ہزاری والا پٹرول پمپ خریدا۔ ایم بی احمد صاحب نے جھنگ صدر والا پٹرول پمپ اپنے بڑے صاحبزادے میاں محمود بشیر احمد علی صاحب کے سپرد کیا اور اٹھارہ ہزاری والا اپنے چھوٹے بیٹے میاں حمید احمد علی کو سونپ دیا۔

اس بارے میں کچھ عرض کئے دیتا ہوں۔ شیخ سعدی کے بقول

مرا باشد از دردِ طفلاں خبر
کہ در طفلی از سر برفتم پدر

ترجمہ: باپ کا سایہ سر سے اٹھ جانے والے بچوں کے دکھ درد سے میں آشنا ہوں کیونکہ میرے بھی سر سے بچپن میں باپ کا سایہ اٹھ گیا تھا۔

ایم بی احمد صاحب ایسے دیانت دار، خدا ترس اور فدائی احمدی کے زیر تربیت پرورش پا کر حمید احمد علی صاحب نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا یہ فرمان پڑھا ہوا تھا۔

''انسان کے نفس امارہ میں کئی قسم کی پلیدیاں ہوتی ہیں مگر سب سے زیادہ تکبر کی پلیدی ہے۔ اگر تکبر نہ ہوتا تو کوئی شخص کافر نہ رہتا۔ سوتم دل کے مسکین بن جاؤ۔ عام طور پر بنی نوع کی ہمدردی کرو۔ ... خدا تعالیٰ کے فرائض کو دلی خوف سے بجا لاؤ کہ تم ان سے پوچھے جاؤ گے۔ نمازوں میں بہت دعا کرو کہ تا خدا تمہیں اپنی طرف کھینچے اور تمہارے دلوں کو صاف کرے۔''

(تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن، جلد20 صفحہ63)

میاں حمید احمد علی صاحب مرحوم و مغفور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے اس فرمان کی عملی تصویر تھے۔ ان کے حالات زندگی سے پہلے ان کی اس خاصیت کا قدرے مختصر تذکرہ پیش خدمت ہے۔

میرے والد میاں حمید احمد صاحب علی مرحوم ولد میاں بشیر احمد صاحب علی مرحوم 1931ء میں قادیان میں پیدا ہوئے۔ آپ حضرت بابو فقیر علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے تھے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم قادیان اور ڈیرہ دون میں حاصل کی۔ آپ کا بچپن ڈیرہ دون کے پرفضا مقام پر گزرا جہاں پر میرے دادا جان میاں بشیر احمد صاحب علی مرحوم المعروف ایم بی احمد صاحب کا پٹرول پمپ (سہارنپور چوک) اور دیگر کاروبار تھا۔ قیام پاکستان کے بعد آپ سب لوگ ہجرت کر کے پاکستان آ گئے۔ دادا جان کے اثر و رسوخ اور کاروباری تشخص کی بناء پر سارا خاندان پرائیویٹ ہوائی جہاز میں خیریت سے لاہور پہنچ گیا اور بعد میں جھنگ مستقل سکونت اختیار کر لی۔ والد صاحب نے لاہور .M.U کالج سے بی ایس سی کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد ریڈیو پاکستان پشاور میں اسسٹنٹ انجینئر کی سرکاری ملازمت اختیار کی جو اس زمانہ کے لحاظ سے نہایت اعلیٰ پائے کی ملازمت سمجھی جاتی تھی۔

جھنگ میں دادا جان کا کاروبار خوب پھیل رہا تھا۔ فوارہ چوک اور ایوب چوک کے بعد تیسرا پٹرول پمپ 1951ء میں اٹھارہ ہزاری میں تعمیر ہو چکا تھا۔ لہٰذا والد صاحب 1951ء یا 1952ء میں ملازمت کو خیر باد کہہ کر اٹھارہ ہزاری آ گئے اور کاروباری زندگی کا آغاز کیا۔ تعلیم یافتہ ہونے کی وجہ سے سیاسی حلقوں میں بھی بلند پایہ مقام حاصل کر لیا جس کا ثمر ہم لوگ آج تک کھا رہے ہیں۔ الحمدللہ۔

دادا جان مرحوم تاحیات امیر جماعت ضلع جھنگ رہے۔ آپ کی 1981 میں وفات کے بعد تایا جان مرحوم کے حصہ میں اس خدمت کی سعادت آئی اور والد صاحب مرحوم بھی تاحیات مختلف جماعتی عہدوں پر خدمت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ جھنگ اور گردونواح کے غیر احمدی علماء کے ساتھ سرِعام محفلوں میں مناظرے آپ کا محبوب مشغلہ تھا۔ ہم نے آپ کو ہمیشہ جماعتی غیرت سے سرشار دیکھا اور اپنے قول اور فعل سے ہمیشہ جماعتی روایات کی تعظیم کی۔

والد صاحب کی غریب پروری اور حسن سلوک کی وجہ سے بہت سے مقامی لوگ آپ کی تقلید میں احمدی ہو گئے اور الحمدللہ آج تک قائم دائم ہیں۔ آپ کو خلافت احمدیہ سے غیر معمولی عقیدت اور

لگاؤ تھا۔ گاڑی میں بھی سفر کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے خطبات سنتے رہتے اور دوسروں کو بھی سناتے رہتے۔ الفضل اخبار سے بھی عقیدت کی حد تک لگاؤ تھا اور تمام عمر آپ کا یہ عمل رہا کہ ہر تین ماہ کے الفضل جلد کرواتے اور ہمیشہ پڑھتے رہتے تھے۔

1974ء اور 1984ء کے احمدیہ مخالف حالات میں بھی خدا تعالیٰ نے آپ کو غیر معمولی ہمت اور جرأت عطا کی جس کی وجہ سے علاقہ میں احمدی مخالف قوتیں کسی بھی طرح کا شر پھیلانے میں ناکام رہیں۔ الحمدللہ

دورِ حاضر میں عموماً ہر فرد کے پاس گاڑی ہے اور خصوصاً پاکستان میں گاڑیوں والے پٹرول وغیرہ کے بارہ میں پیش آمدہ مشکلات سے واقف ہیں۔ موصوف جس طرح بھی بن پڑتا پٹرول کی سپلائی جاری رکھتے۔ قلت کے وقت دیگر پمپ مہنگے داموں (بلیک) فروخت کرتے تھے مگر آپ اسی قیمت پر فروخت کرتے نیز زمینداروں کو قلت کا احساس نہ ہونے دیتے۔ اس نکتہ نظر سے پٹرول اور ڈیزل دستیاب رکھتے کہ کاشتکار ملکی معیشت میں ریڑھ کی ہڈی ہیں۔ چھوٹے زمینداروں (کاشتکاروں) کو ادھار کی سہولت بھی مہیا فرماتے اور وہ کاشتکار اپنا فصل اٹھا کر واپس ادا کر دیتے اور شکر گزار ہوتے تھے۔ میاں حمید احمد علی صاحب مذہبی دلچسپی رکھتے تھے اور ان کو تبلیغ کا بہت شوق تھا۔ جمعہ پڑھنے ربوہ آتے جاتے وقت اپنی گاڑی میں پنکچر لگانے کا سامان رکھ لیتے۔ راستہ میں جہاں کسی سائیکل والے کو مشکل میں دیکھتے تو گاڑی روک کر اس کو سامان دے کر کہتے کہ یہ لو پنکچر لگا لو۔ وہ ممنونیت کا اظہار کرتا تو کہتے خدمتِ خلق ہمارا ماٹو ہے اور کہتے کہ الحمدللہ میں احمدی ہوں۔

آپ کی بعض دیگر خصوصیات

☆ چونکہ پٹرول خالص اور ماپ پورا دیتے تھے۔ اس لئے سارے علاقہ کے معروف افراد اور پولیس والے بھی آپ سے پٹرول ترجیحاً خریدتے تھے اور آپ موقع پا کر دوران گفتگو ان سے کہتے کہ کسی احمدی پر ظلم اور زیادتی نہ کرنا۔

☆ جھنگ، اٹھارہ ہزاری وغیرہ سے جن افراد کو علاج معالجہ کی غرض سے ربوہ آنا پڑتا۔ ان کو ہر قسم کی سہولت مہیا فرماتے تھے۔

☆ آپ اور آپ کے خاندان کا سارے ضلع جھنگ میں اچھا اثر و رسوخ محض کاروباری دیانت کی بناء پر تھا۔

☆ ربوہ سے آکر جو مربیان، معلمین یا دیگر وفود آگے لیہ و بھکر وغیرہ علاقہ کی جانب سفر کرتے۔ اٹھارہ ہزاری میں آپ کے پاس انہیں کچھ وقت آرام اور سکون میسر آتا تھا۔

☆ جلسہ سالانہ کے ایام یا اجتماعات سالانہ کے مواقع پر کراچی اور سندھ کے دیگر علاقوں سے سائیکلوں پر سفر کرنے والوں کو آتے جاتے اٹھارہ ہزاری ہی میں کچھ ستانے کا اچھا موقع مل جاتا تھا۔ ان کو آرام پہنچانا، کچھ کھانے پینے کے لئے پیش کرنا آپ کا شیوہ تھا۔

☆ اٹھارہ ہزاری میں ابتدا میں پہلے پہل ڈش لگوا کر سب احمدیوں کو اور اپنے عملہ کو خلیفۃ المسیح کے خطبات سننے اور دوسرے پروگرامز سے استفادہ کی سہولت مہیا فرمائی تھی۔ ایسے ہی تمام امور سے متاثر ہو کر اس جگہ اور گردونواح کے باسیوں کے جماعت احمدیہ کے بارہ میں شکوک و شبہات دور ہو گئے اور متعدد افراد کو احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی۔

☆ اپنے ملازمین کو خاص تاکید کر رکھی تھی کہ میری عدم موجودگی میں بھی کوئی احمدی یا خصوصاً ربوہ کا کوئی فرد دورانِ سفر یہاں آئے تو ان کی ضروریات کا خاص خیال رکھا جائے اور خاطر مدارات میں کوئی کمی نہ چھوڑی جائے۔

☆ ربوہ میں مئی جون کی شدید گرمی کے ایام میں جمعۃ المبارک کے دن گھر سے باہر ٹھنڈے پانی کی سبیل لگاتے تھے تاکہ آنے جانے والا ہر پیاسا اپنی پیاس بجھا سکے۔

☆ ہمیشہ عید کے موقع پر مٹھائی تیار کروا کے ریلوے سٹیشن ربوہ پر جا کر ٹرین کے ڈرائیور کو تھما دیتے اور اس کو بھی عید کی خوشی میں شامل کرتے۔ ان کے اس عمل سے ٹرین ڈرائیور بہت متاثر ہوتا اور آپ کا مشکور ہوتا۔

☆ لوکل تھانے والے تو آپ کے اثر و رسوخ سے بہت زیادہ متاثر تھے اور اس وجہ سے آپ کو احمدی ہونے کی وجہ سے تنگ نہیں کرتے تھے۔ 1988ء میں ایک بار کسی دوسرے تھانے کی پولیس والے مباہلہ کے وقت پمفلٹس تقسیم کرنے کے جرم میں آپ کو گرفتار کرنے آئے۔ آپ نے ان سے کہا کہ چلو میں اپنی گاڑی میں تمہارے آگے آگے چلتا ہوں۔ جھنگ پہنچ کر جو کچھ کرنا ہے کر لینا۔ جھنگ کے قریب پہنچ کر دیکھا تو پولیس والے پیچھے نہ تھے۔ آپ نے اپنے عملہ سے فون کر کے پوچھا کہ پولیس والے کہاں گئے؟ انہوں نے بتایا کہ جب وہ آپ کے پیچھے چلنے لگے تو ان کی گاڑی کا ٹائر پنکچر ہو گیا۔ پنکچر لگوا کر نکلنے لگے تو دوسرا ٹائر پنکچر ہو گیا۔ وہ ابھی تک یہیں بیٹھے ہیں۔ اس طرح آپ کو ضمانت قبل از گرفتاری کرانے کا موقع مل گیا۔ ایک عرصہ عدالت میں کیس چلتا رہا۔ آخر تنگ آکر سیشن کورٹ نے کیس خارج کر دیا۔

☆ اسی طرح 1991ء کا واقعہ ہے کہ اٹھارہ ہزاری سے آگے ایک گاؤں کوٹ بہادر میں احمدیوں کی مسجد کو سیل کر دیا گیا۔ وہاں کے احمدی احباب نے میاں حمید احمد علی صاحب کو بلوایا کہ اس معاملہ کو حل کروائیں۔ اس پر وہ فوراً اپنے بیٹے کے ساتھ تھانے پہنچے۔ تھانے میں 60 سے 70 مولوی پہلے سے موجود تھے۔ وہاں آپ اکیلے گئے۔ جاتے ہی آپ نے اونچی آواز میں السلام علیکم کہا۔ مولویوں نے سلام کا جواب دینے کی بجائے کہا کہ ان کے خلاف 298-C کا مقدمہ درج کیا جائے کیونکہ انہوں نے السلام علیکم کہا ہے۔ تھانے دار کے میاں صاحب کے ساتھ اچھے تعلقات تھے۔ تھانے دار نے کہا کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ میں نے سلام نہیں سنا اور جس مسئلہ کے لئے آپ اکٹھے ہوئے ہیں اس پر بات کریں۔ آپ نے اس مسئلہ کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنے اثر و رسوخ اور عقل و دانش کے ساتھ حل کروایا اور مسجد کو کھول دیا گیا۔

☆ جماعتی لٹریچر کے مطالعہ کا بہت شوق تھا۔ روزنامہ الفضل اور دیگر رسالے جو مرکز کے زیر انتظام شائع ہوتے وہ سب آپ نے اپنے نام جاری کروائے ہوئے تھے۔ آپ کی لائبریری میں جماعت کا ہر قسم کا نیا اور پرانا لٹریچر موجود تھا۔ خود مطالعہ کرتے اور سب گھر والوں کو مطالعہ کی تلقین کرتے۔

☆ اولوالعزمی، صبر اور ہمت اور احساس ذمہ داری کے اوصاف آپ کے کردار میں نمایاں تھے۔ مرکز سلسلہ احمدیہ سے جو حکم صادر ہوتا اس کی بجا آوری میں کبھی تاخیر نہ کرتے۔

28 ستمبر 1995ء کو حسب معمول نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے ربوہ جا رہے تھے تو چنیوٹ اور ربوہ کے درمیان دریائے چناب کے پل پر پیچھے سے ہی آپ کی گاڑی کو حادثہ پیش آیا۔ تو آپ موقع پر ہی وفات پا گئے۔ گاڑی خاکسار چلا رہا تھا۔ میں بے ہوش ہو گیا تو وہ مجھے چیک کرتے ہوئے اس صدمہ سے کہ شاید بیٹا فوت ہو چکا ہے، تاب نہ لا سکے اور فوت ہو گئے۔ ڈاکٹری رپورٹ یہ ہے کہ انہیں کوئی ضرب نہیں آئی۔ بچے کی بے ہوشی کا صدمہ اس قدر ہوا کہ اللہ کو پیارے ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور اپنے قرب میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین

آپ نے اپنے لواحقین میں ایک بیوہ، چار بیٹے اور تین بیٹیاں سوگوار چھوڑے ہیں۔ میں تو ہمیشہ یہ کہتا رہوں گا:

درد ما از ہجر یوسف کمتر از یعقوب نیست
او پسر گم کردہ بود و ما پدر گم کردہ ایم

آپ کے بیٹے میاں نصیر احمد علی ان کے جانشین ہیں اور والد صاحب مرحوم کا کاروباری طرزِ عمل دیانت اور عوام سے دوستانہ و مخلصانہ تعلقات قائم رکھے ہوئے ہیں۔ دعا ہے اللہ ہم سب کو ان کی نیکیوں پر عمل کرنے والا بنائے رکھے۔ آمین

پروفیسر پرویز ہود بھائی کا طاہر ہال میں ایک فکر انگیز لیکچر

'سائنس اینڈ آئیڈیالوجی'

رپورٹ: محمد اکرم یوسف

پاکستان کے معروف نیوکلیئر سائنسدان پروفیسر پرویز امیر علی ہود بھائی، کمیٹی آف پروگریسو پاکستانی کینیڈین کی دعوت پر اگست 2017ء کے شروع میں ہفت روزہ دورہ کے لئے ٹورانٹو تشریف لائے تو جماعت احمدیہ کینیڈا کے شعبہ تعلیم اور مجلس خدام الاحمدیہ نے اُن کے ساتھ سٹی آف وان میں جماعت احمدیہ کے کینیڈین مرکز کے کشادہ ہال ایوان طاہر میں ایک مفید علمی نشست کا اہتمام کیا جس میں دوصد سے زیادہ احباب نے شرکت کی۔

سائنس اور آئیڈیالوجی پر تو بہت کچھ کہا اور سُنا جاتا ہے لیکن یہ سُننے کے لئے کہ نوبیل انعام یافتہ سائنسدان پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام کے نظریات کیا تھے اور پروفیسر پرویز ہود بھائی اس پر کیا کہیں گے، سامعین کے شوق سے اندازہ ہو رہا تھا کہ یہ جاننے کے لئے احباب بیتاب ہیں۔ 4 اگست 2017ء کو شام ساڑھے سات بجے یہ تقریب ایوان طاہر میں تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوئی جو مکرم حافظ عطاء الوہاب صاحب، پروفیسر جامعہ احمدیہ کینیڈا نے سورۃ الملک کی آیات نمبر 1 تا 5 کی تلاوت سے کی جن کا انگریزی ترجمہ پیش کیا گیا۔ سٹیج پر بڑے خوب صورت بینر پر لکھا تھا:

Science and Ideology - How Prof. Abdus Salam Perceived himself in the World of Secular Science

پروفیسر ہود بھائی کا تعارف

مکرم ڈاکٹر حمید احمد مرزا صاحب، سیکرٹری تعلیم جماعت احمدیہ کینیڈا نے پروفیسر ڈاکٹر پرویز ہود بھائی کو جماعت احمدیہ کی جانب سے تقریب میں خوش آمدید کہتے ہوئے بتایا کہ پروفیسر ڈاکٹر پرویز ہود بھائی جماعت احمدیہ میں کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں آپ معروف نیوکلیئر سائنسدان، ریاضی دان، پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام کے مدّاح اور انسانی حقوق کے دفاع میں جرأت مندانہ رویہ رکھنے والی عالمی شخصیت ہیں۔ آپ گذشتہ چار دہائیوں سے تعلیم و تدریس کے شعبہ سے منسلک ہیں۔ کراچی میں ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد آپ نو سال تک میساچوسٹس انسٹی ٹیوٹ آف ٹیکنالوجی میں ریسرچ کے کاموں میں مصروف رہے اور یہاں سے نیوکلیئر فزکس میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ 1981ء میں پوسٹ ڈاکٹریٹ ریسرچ کے لئے یونیورسٹی آف واشنگٹن چلے گئے، قائداعظم یونیورسٹی اسلام آباد میں تدریس کے ساتھ ساتھ 1986ء سے 1994ء تک آپ Carnegie Mellon University میں وزیٹنگ پروفیسر کے طور پر تعینات رہے۔ آپ کو کچھ عرصہ انٹرنیشنل سینٹر فار تھیوریٹیکل فزکس (اٹلی) میں پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام کے تحت تحقیقی کام کرنے کا موقعہ ملا۔ تیس سال تک یعنی 2010ء تک آپ قائداعظم یونیورسٹی سے منسلک رہے اِس دوران آپ مختلف امریکی یونیورسٹیوں میں وزیٹنگ پروفیسر بھی رہے۔ اِس وقت آپ لاہور اور اسلام آباد میں فزکس کی تدریس سے وابستہ ہیں۔

آپ اقوام متحدہ کے جنرل سیکرٹری کی تخفیف اسلحہ کی ایڈوائزری کمیٹی کے ممبر ہیں، ڈاکٹر پرویز ہود بھائی اسلام اینڈ سائنس Islam and Science: Religious Orthodoxy and the Battle for Rationality کے موضوع پر کتاب کے مصنف اور ''ڈان'' اور ''ایکسپریس ٹرائی بیون'' نیو یارک ٹائمز انگریزی اخبارات کے کالم نگار بھی ہیں۔ آپ کے نمایاں اعزازت میں ریاضی کا عبدالسلام پرائز 1984ء یونیسکو کا سائنسی تشہیر کا Kalinga Prize برائے 2003ء، امریکن فزیکل سوسائٹی کا برٹن ایوارڈ 2010 Burton Award ء شامل ہیں۔ آپ ورلڈ فیڈریشن آف سائنٹسس کے مانیٹرنگ پینل کے ممبر ہیں۔

کمیٹی آف پروگریسو پاکستانی کمیونٹی کا اظہار تشکر

مکرم ڈاکٹر حمید مرزا صاحب کے تعارفی کلمات کے بعد کمیٹی آف پروگریسو پاکستانی کینیڈین کے محترم عمر لطیف صاحب نے کمیٹی کی طرف سے جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کیا اور ادارہ کے اغراض ومقاصد اور سرگرمیوں سے حاضرین کو روشناس کروایا اور بتایا کہ ہماری کمیٹی سیکولر اقدار کی حامی ہے اور ہم مذہب وملت سے بالاتر ہوکر ہر قسم کی دہشت گردی اور مذہبی انتہاء پسندی کے خلاف ہیں اور بلا امتیاز رنگ ونسل انسانیت کی خدمت کا عزم رکھتے ہیں لیکن ہم ڈاکٹر اقبال کے اِس نظریہ سے اتفاق نہیں کرتے کہ جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

پروفیسر پرویز ہود بھائی کا خطاب

تقریباً 40 منٹ کے اپنے خطاب میں پروفیسر ڈاکٹر ہود بھائی نے جماعت احمدیہ کینیڈا کی دعوت کا شکریہ ادا کیا اور فرمایا کہ مجھے جماعت احمدیہ کو کینیڈا کے آزادانہ اور پُرسکون ماحول میں پھلتے پھولتے ہوئے دیکھ کر بہت خوشی ہوئی ہے، پاکستان میں احمدیوں نے فرقہ واریت کی وجہ سے بہت سی تکالیف برداشت کی ہیں لیکن یہاں آپ اپنے عقائد کی پیروی کرنے کے لئے آزاد ہیں اور اپنی خواہش کے مطابق اپنے بچوں کی پرورش کر رہے ہیں۔

پروفیسر ہود بھائی نے سائنس اینڈ آئیڈیالوجی کے موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے فرمایا کہ آیئے دیکھیں کہ پروفیسر عبدالسلام نے سیکولر سائنس کی دنیا میں اپنا مشاہدہ کیسے کیا؟ لیکن اس سے پہلے میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ سائنس ہمیشہ سے سیکولر ہے اُس کا کوئی مذہب نہیں، میں خود ایک سیکولر شخص ہوں۔ ہمارا تعلق کسی بھی مذہب یا قومیت سے ہو ہم سائنسدان بن سکتے ہیں کیونکہ ہم جو کچھ بھی کرتے ہیں اُس کی منطق Logic، عقلیت Reason اور تجربے Experiment سے تصدیق کرتے ہیں اور سائنسی حقائق ثابت کرنے کا یہی ایک طریقہ ہے۔ لہٰذا ہم دیکھتے ہیں کہ ماضی میں آنے والے زلزلوں، آفات اور طوفانوں کا ذمہ دار کسی زبردست طاقت کو قرار دیا جاتا رہا جو کسی خطہ ارضی کے لوگوں کو خوش کرنے یا سزا دینے کے لئے ہوتی تھیں اور انسان کو اِن عوامل کی اصل طبعی قوتوں کو سمجھنے میں ایک طویل عرصہ لگا۔ سائنس کی دنیا کا آغاز غالباً اُس وقت ہوا جب غاروں میں رہنے والوں نے دو پتھروں کی رگڑ سے آگ دریافت کی اور جدید انکشافات تک پہنچنے میں تقریباً چھ ہزار سال لگے۔ جس میں یونانی، ہندو، پہلوی، عیسائی یہودی اور مسلمان سائنسدان نمایاں رہے۔

اِس کے بعد جدید سائنسی تحقیقات میں یورپین اقوام نے حصہ ڈالا۔ ہم سب اِس بات پر فخر کرتے ہیں کہ اسلام نے عہدِ وسطیٰ کی سائنس کی دنیا میں ایک وسیع خدمت کی ہے اور پروفیسر عبدالسلام کو اِس بات پر بہت فخر تھا خاص طور پر وہ ابن الھیثم کی بصری تحقیقات اور اُن کی تصنیف لازوال کتاب المناظر سے بہت متاثر تھے۔

پروفیسر عبدالسلام سے میری پہلی ملاقات 1972ء میں انگلستان میں اُن کے ایک لیکچر کے دوران ہوئی جب وہ وزیٹنگ پروفیسر تھے۔ لیکچر کے بعد اُنہوں نے ہمیں کیمبرج میں اپنے ہوٹل آنے کی دعوت دی جہاں وہ قیام پذیر تھے۔ اُس وقت میں ایک طالب علم تھا اور اُن کے تحقیقی موضوعات میری سمجھ سے بالاتر تھے۔ دورانِ گفتگو پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام نے ہماری حوصلہ افزائی کی اور ہمیں جدید سائنسی علوم سے متعارف کروایا اور پاکستان واپس جا کر ملک و قوم کی خدمت کرنے کی نصیحت کی۔

پروفیسر ہود بھائی نے نوبیل انعام کے حصول میں ڈاکٹر عبدالسلام کے شریک دوسرے سائنسدان Dr.Steven Weinburg کا بھی ذکر کیا اور بتایا کہ کس طرح یہ دونوں سائنسدان مختلف عقائد (ایک مذہبی مسلمان اور دوسرا لادین) رکھنے کے باوجود ایک ہی تھیوری پر ایک ہی وقت میں تحقیقی کام کرتے رہے۔

1978ء میں پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام سے انگلستان میں دوبارہ ملا اور ہمارا زیادہ تر موضوع پاکستان کے بارہ میں تھا۔ اُس وقت میں اپنی ڈاکٹریٹ کے مراحل میں تھا اور وہ ایک بہت بڑے ادارہ کے ڈائریکٹر تھے جہاں سینکڑوں سائنسدان کام کرتے تھے۔ پاکستان واپس پہنچنے کے دو یا تین دن بعد جنرل ضیاء الحق کے اسلامائزیشن کے ایجنڈا کے بارہ میں سُنا، جب اُنہوں نے فیصلہ کیا کہ پاکستان کو سیکولر ریاست نہیں بننے دیا جائے گا اِس ایجنڈے کے بڑے حصہ کا تعلق شعبہ تعلیم اور نصاب تعلیم کی اسلامائزیشن سے تھا۔ جس میں کیمسٹری، فزکس اور ریاضی کے نصاب شامل تھے۔ اور جماعت اسلامی اِس ایجنڈا کی پشت پناہی کر رہی تھی اِس مقصد کے لئے بہت سی کتابیں لکھی گئیں اُن میں سے ایک کا ذکر آپ نے کیا۔

Idealogical Aspect of Teaching Chemistry یعنی کیمیا کی تعلیم کا نظریاتی پہلو۔

آپ نے فرمایا کہ یہ نظریہ جلد ہی عوام میں سرایت کر گیا اور خود اٹامک انرجی کمیشن کی جانب سے پاکستان کی انرجی کے بحران کو حل کرنے کے لئے مذہبی جنون سے اٹامک انرجی حاصل کرنے کی مضحکہ خیز تجاویز پیش کی گئیں۔ اِس موضوع پر 1984ء میں مجھے لاہور میں اپنے خیالات پیش کرنے کا موقع بھی ملا۔

اِس دوران مجھے پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام سے ملاقات کے مواقع ملتے رہے اور ہم مختلف موضوعات پر گفتگو کرتے رہے۔ وہ بیسویں صدی کے بہت بڑے سائنسدان تھے۔ اُنہی دنوں جب میں نے اپنی کتاب جو مذہبی تسلیم شدہ عقائد، مضحکہ خیز نقالی اور عقلیت پسندی کے موضوع پر تھی ''اسلام اور سائنس'' لکھنے کا ارادہ کیا تو میں نے ڈاکٹر عبدالسلام سے اِس کتاب کا پیش لفظ لکھنے کی درخواست کی۔ میرا یقین تھا کہ وہ ایسا نہیں کریں گے کیونکہ میں جانتا تھا کہ وہ بڑے مخلص مسلمان ہیں اور میں سیکولر نظریات کا حامی ہوں۔ لیکن اُنہوں نے اپنے عقائد کے باوجود اور یہ سوچے بغیر کہ دوسرے اِس کے بارہ میں کیا کہیں گے پیش لفظ لکھنے سے احتراز نہیں کیا۔ اُن کے نزدیک سائنس انسانی عقل و فہم، اور تدبر و تفکر کا ایک فطری نتیجہ ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام سائنس کے بارہ میں غیر جانبداری کے ساتھ مرغوب ترین عقائد اور افکار رکھتے تھے۔ ایک طرف وہ منطقی دلائل سے وہی سب کچھ کر رہے تھے جو دوسرے بھی کر رہے تھے۔ دوسری طرف وہ کسی الہامی طاقت پر بھی بڑا پختہ یقین رکھتے تھے۔ آپ کا ایمان تھا کہ قرآن کریم میں 750 آیات مظاہر فطرت اور سائنس کے بارہ میں ہیں۔

پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام کی Unification of Fundamental Forces کی جستجو کا منبع اللہ تعالیٰ کی توحید سے تھا۔ اُنہوں نے ایک لمبا عرصہ اسلامی دنیا میں سائنسی ترقی کی کوشش میں گزارا، اگرچہ آپ کو اِس میں کوئی کامیابی تو نہ ہوئی، خاص طور پر پاکستان میں سائنسی ترقی ہمیشہ آپ کے پیش نظر رہی۔ 1974ء کے بعد حالات کی تبدیلی کے باوجود آپ کی پاکستان سے محبت میں کمی نہ آئی۔

پروفیسر ہود بھائی کا پروفیسر سلام سے ایک تاریخی انٹرویو

خطاب کے آخر میں 8 بج کر 20 منٹ پر پروفیسر ڈاکٹر ہود بھائی نے سائنس اور آئیڈیالوجی کے متعلق اپنے خیالات پر مبنی ویڈیو دکھائی جس میں ان کا پروفیسر ڈاکٹر عبد السلام سے ایک تاریخی انٹرویو بھی تھا۔

سوال و جواب کا ایک ناتمام سلسلہ

اس ویڈیو کے بعد سوال و جواب کی دلچسپ محفل شروع ہوئی۔ حاضرین محفل نے جن میں بچے بھی شامل تھے، تحریری سوالات لکھ کر دئے جن کے تسلی بخش جواب پروفیسر ہود بھائی نے دئے۔ یہ سلسلہ رات نو بجے تک جاری رہا۔

اختتامیہ

تقریب کے اختتام پر مکرم ڈاکٹر سید محمد اسلم داؤد صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے مہمان گرامی کی جماعت احمدیہ کے ہیڈ کوارٹر میں آمد اور فکر انگیز خیالات کے اظہار کا شکریہ ادا کیا۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی کتاب Revelation Rationality Knowledge and Truth تحفہ کے طور پر پیش کی۔

آخر میں محترم مولانا مبارک احمد نذیر صاحب مشنری کینیڈا نے اجتماعی دُعا کروائی۔

پروفیسر پرویز ہود بھائی کا طاہر ہال میں ایک فکر انگیز لیکچر کی چند جھلکیاں

ٹورانٹو اور گردونواح میں عیدالاضحیہ کی تقریبات

اِس سال کینیڈا اور امریکہ میں عیدالاضحیٰ ایک ساتھ بروز جمعۃ المبارک یکم ستمبر 2017ء کو منائی گئی ۔کینیڈا کی 30 سے زائد جماعتوں نے مساجد، مراکز نماز اور عیدگاہوں میں نماز عیدالاضحیٰ ادا کی۔تمام مقامات پر نماز عید کا وقت 10 بجے صبح مقرر کیا گیا تھا۔ ٹورانٹو میں نماز عید کے دو بڑے اجتماع مسجد بیت الاسلام اور انٹرنیشنل سنٹر مسی ساگا میں منعقد ہوئے۔ جہاں لگ بھگ 12 ہزار مرد، خواتین اور بچوں نے نماز عید ادا کی۔

انٹرنیشنل سنٹر مسی ساگا میں نماز عیدالاضحیہ

ٹورانٹو اور اُس کے گردونواح کی متعدد جماعتوں نے نماز عید مسی ساگا کے ائیرپورٹ روڈ پر واقعہ انٹرنیشنل سنٹر کے ہال نمبر 2 میں ادا کی۔یہاں کینیڈا میں نماز عید کا سب سے بڑا اجتماع تھا۔ موسم انتہائی خوشگوار اور سکولوں میں چھٹیاں ہونے کی وجہ سے بچوں اور نوجوانوں کی ایک بڑی تعداد عیدگاہ میں موجود تھی۔ ہال میں ساڑھے نو بجے سے ہی تکبیرات کا ورد شروع ہو گیا تھا۔نماز سے قدرے قبل عیدالاضحیہ کی مسنون نماز کی ادائیگی کا طریقہ کار بتایا گیا۔تا کہ نمازی آسانی سے پہلی رکعت کی سات اور دوسری رکعت کی پانچ تکبیرات کو یاد رکھ سکیں۔

نمازیوں کی کل تعداد 7400 تھی ۔ جب کہ جملہ انتظامات سیکیورٹی اور پارکنگ کی ڈیوٹیاں دینے والے خدام کی تعداد 140 تھی، الحمد اللہ۔ ائیرپورٹ روڈ پر تعمیراتی کام کی وجہ سے ٹریفک میں رُکاوٹ تھی، لہٰذا محترم امیر صاحب نے نماز دس منٹ تاخیر سے شروع کی۔

خطبہ عیدالاضحیہ

10 بج کر 21 منٹ پر محترم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے خطبہ عیدالاضحیہ ارشاد فرمایا اور آپ نے آغاز میں سورۃ ابراھیم کی آیت نمبر 38 کی تلاوت کی اور اس کا ترجمہ پیش کیا۔بعدہ آپ نے فرمایا کہ آج ہم یہاں عید منا رہے ہیں، یوکے میں کل عید ہو گی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ عیدالاضحیہ کینیڈین وقت کے مطابق صبح ساڑھے پانچ بجے براہ راست نشر ہو گا۔دوستوں کو چاہئے کہ اسے توجہ سے سنیں۔

پھر فرمایا کہ آج اللہ تعالیٰ نے ہمیں دو عیدیں عطا فرمائی ہیں۔ ایک عیدالاضحیہ اور دوسری عید الجمعہ ہے ۔ جو ہماری ہفتہ وار عید ہے۔ایسی صورت میں نماز عید کے بعد تمام مساجد میں نماز جمعہ کا انتظام ہو گا جو اراکین جماعت نماز جمعہ میں بھی شامل ہو سکتے ہیں وہ ضرور شامل ہوں۔ ہاں جو لوگ کسی مجبوری کی وجہ سے نماز جمعہ نہیں پڑھ سکتے وہ نماز ظہر ضرور ادا کریں۔

آپ نے فرمایا کہ حج کے ایام میں سترہ لاکھ کے قریب حاجی مکّہ کے ارد گرد وادیوں میں جمع ہو کر لبیک اللھم لبیک کے الفاظ دُہراتے ہیں ۔ یہ سُنت چار ہزار سال سے دُہرائی جا رہی ہے اور ہر سال لاکھوں مسلمان حج اور عمرہ کی سعادت حاصل کرتے اور جانوروں کی قربانیاں پیش کرتے ہیں ۔انسانی تاریخ میں کوئی تہوار اِس کا مقابلہ نہیں کر سکتا ۔ چار ہزار سال پہلے پیش کی گئی حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اُن کے خاندان کی لازوال قربانی کا واقعہ بیان کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ یہ قربانی اتنی اعلیٰ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں تعریفی کلمات سے اِس کا ذکر فرمایا ہے۔

آج ہم اِس عظیم قربانی کی یاد تازہ کرنے کے لئے اکٹھے ہوئے ہیں ۔قربانی کا یہ سبق ہمیں خدا تعالیٰ سے قربت کا راستہ دکھاتا ہے۔

ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم دنیا کو دکھائیں کہ ہم خدا تعالیٰ کی توحید کے پرچار اور اُس کی عبادت کو قائم کرنے کے لئے سنت ابراہیمی پر چل کر ہر قربانی کے لئے تیار ہیں۔

آج ہمارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احباب جماعتِ احمدیہ کینیڈا سے قربانی کرنے کا تقاضا فرمایا ہے اور ہمیں کینیڈا کے ہر صوبہ میں جماعت قائم کرنے کی ہدایت فرمائی ہے۔ یہ موقع ہے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کا حصہ بنیں اور آپ کے پیغام کو زمین کے کناروں تک پہنچائیں۔

محترم امیر صاحب نے احباب کو چھوٹی جماعتوں میں جا کر آباد ہونے کی تحریک کی۔قربانی کے ضمن میں آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پُر شوکت تحریر سے ایک اقتباس پیش کیا۔

10 بج کر 50 منٹ پر خطبہ ثانیہ کے بعد اجتماعی دُعا کے ساتھ یہ تقریب اپنے اختتام کو پہنچی اور احباب، بچے اور بڑے عید ملنے میں مصروف ہو گئے۔

مسجد بیت الاسلام میں نماز عیدالاضحیہ

پیس ویلج اور وان کی جماعتوں نے نماز عید مسجد بیت الاسلام میں وقت مقررہ پر ادا کی۔مکرم پروفیسر ہادی علی چوہدری صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ کینیڈا نے عیدالاضحیہ کا خطبہ ارشاد فرمایا۔آپ نے سورۃ النساء کی آیت نمبر 101 اور سورۃ ابراہیم کی آیت نمبر 38 کی تلاوت کی اور ان آیات کا ترجمہ اور تفسیر بیان کرتے ہوئے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اُن کے خاندان کی بے مثال تاریخی ہجرت اور عظیم الشان قربانی کی تفصیل بیان کی اور ہجرت کے ذریعہ پیش کی جانے والی قربانی کے جسمانی اور روحانی ثمرات کا ذکر کیا۔قربانی کے مضمون کو آگے بڑھاتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ اس کا اللہ تعالیٰ کی قربت سے گہرا تعلق ہے اور خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کا سب سے مؤثر طریق قربانی ہے۔حضرت ابراہیم علیہ السلام کی روحانی اولاد کی حیثیت سے ہمارے لئے عیدالاضحیہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اُن کے خاندان کے نمونہ کی پیروی کا ایک بے نظیر موقع ہے۔ہم میں سے 99 فی صد لوگ ہجرت کر کے یہاں کینیڈا میں آباد ہوئے ہیں لیکن یہ ہجرت اُس وقت اپنے معراج کو پہنچے گی جب احمدی کینیڈا کی تمام آبادیوں میں پھیل جائیں گے۔

(باقی صفحہ 32)

بقیہ از خطباتِ جمعہ کے خلاصہ جات

مسلمان اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے خلاف چل رہے ہیں۔ ان کے دل آپس میں پھٹے ہوئے ہیں۔ ان کے مشورے اور معاہدے تمام کے تمام اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے خلاف ہیں اور تقویٰ کے خلاف ہیں۔ اور ان کے یہ کام ظاہر کرتے ہیں کہ ان کا اللہ تعالیٰ پر ایمان ختم ہو گیا ہے۔ یہ حالت دونوں سیاسی اور مذہبی لیڈروں کی ہے۔ پس آج یہ ہماری ذمہ داری بنتی ہے کہ نہ صرف اپنے آپ کو تقویٰ میں بڑھائیں بلکہ جس حد تک ممکن ہو مسلمانوں کو بھی سمجھانا چاہئے۔ ان کو بتانا چاہئے کہ یہ حالت تمہیں دنیا والوں کا بھی غلام بنا دے گی اور اللہ تعالیٰ سے بھی سزا پاؤ گے۔ پس ان باتوں کو ذہن میں رکھتے ہوئے ہمیں اپنا بھی جائزہ لینا چاہئے۔ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ جماعت کی ترقی کو دیکھ کر شیطان کبھی بھی آرام سے نہیں بیٹھتا۔ پس وہ لوگ جو نظامِ جماعت کے خلاف مجالس میں شامل ہوتے ہیں وہ شیطان کے دھوکہ میں آ جاتے ہیں۔ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ان کی کم سمجھی کی وجہ سے اپنے خیال میں بعض دفعہ یہ لوگ جماعت کی ہمدردی کے خیال کے تحت ایسا کرتے ہیں۔ اگر کسی شخص کو عہدیداران یا امیر کے خلاف شکایت ہو تو خلیفہ وقت کو لکھ دینا چاہئے اور اس کے بعد خلیفہ وقت پر چھوڑ دینا چاہئے کہ اس کے متعلق کیا کرنا ہے۔ مجالس میں ان باتوں کے ذکر سے کچھ فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ ہاں انسان کو ان امور کے متعلق دعا ضرور کرنی چاہئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے غلام صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں سمجھایا ہے کہ کس طرح کی مجالس میں ہمیں شامل ہونا چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ انسان بات کرے تو پوری کرے ورنہ خاموش رہے۔ جب دیکھو کہ کسی مجلس میں اللہ اور رسول کے خلاف ٹھٹھا ہو رہا ہے تو یا تو اٹھ کر چلے جاؤ یا کھول کر جواب دو۔ تیسرا طریق نفاق کا ہے یعنی مجلس میں بیٹھے بھی رہنا اور دبے دبے الفاظ میں جواب دینا۔

پس حضور نے فرمایا کہ احمدیوں کو نفاق سے بچنا چاہئے اور بے غیرتی نہیں دکھانی چاہئے۔ لوگوں کو بتانا چاہئے کہ اگر کوئی شکایت ہے تو خلیفہ وقت کو لکھیں، ورنہ خاموش رہیں۔ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا کہ مجھے کوئی نصیحت کریں۔ آپؐ نے فرمایا کہ اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ اور جب تم کسی مجلس میں جاؤ اور وہ نیکی کی باتیں کر رہے ہوں تو وہاں ٹھہر جاؤ اور اگر ایسی مجلس میں جاؤ جسے تم ناپسندیدہ پاؤ تو ایسی مجلس کو چھوڑ دو۔ پھر ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ آپؐ سے دریافت کیا گیا کہ ہم کن لوگوں کی مجلس میں بیٹھیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ ایسی مجالس جن سے خدا یاد آئے اور دینی علم میں اضافہ ہو اور آخرت کا خیال ذہن میں آئے۔ پس جماعتی نوجوانوں اور ان کے والدین کو خاص طور پر اس طرف توجہ دینی چاہئے کہ وہ ایسی مجالس میں شامل نہ ہوں جو اسلام کی حدود سے باہر ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ انسان کو یاد رکھنا چاہئے کہ مجلس کا اثر آہستہ آہستہ انسان پر ہوتا رہتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص روز شراب خانہ میں جائے تو ایک دن آئے گا کہ وہ شراب پی لے گا۔

حضور انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کو مختلف پروگرام مثلاً جلسہ، اجتماع، اجلاس وغیرہ کو منعقد کرنے کا موقع ملتا ہے جو حقیقی رنگ میں اسلامی مجالس ہیں۔

پس ان مجالس میں زیادہ سے زیادہ شامل بھی ہونا چاہئے اور اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرتے ہوئے ان مجالس کا حق بھی ادا کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہمیشہ بری مجالس سے بچتے رہیں۔ اور ہمیشہ ہمیں نظامِ جماعت اور خلافتِ احمدیہ سے منسلک رکھے۔

حضور نے آخر پر مکرم بلال عبدالسلام صاحب آف امریکہ کی نمازِ جنازہ کا بھی اعلان فرمایا۔

بقیہ از آنحضور ﷺ کی مثالی عائلی زندگی

تبلیغ کر رہے ہیں اور دینی مسائل سیکھ رہے ہیں لیکن گھروں میں بے چینیاں ہیں تو اس سب علم اور تبلیغ کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔‘‘

(ایضاً۔صفحہ 7)

پس ہم سب کا فرض ہے کہ ہم اِس اُسوہ کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالنے والے بنیں اور اپنے گھروں اور معاشرہ کو جنت نظیر بنانے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اللھم صل علی محمد وعلی ال محمد کما صلیت
علی ابراھیم وعلی ال ابراھیم
انک حمید مجید۔
اللھم بارک علی محمد وعلی ال محمد کما بارکت
علی ابراھیم وعلی ال ابراھیم
انک حمید مجید۔
واخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین۔

بقیہ از مکرم پروفیسر سید شکیل احمد منیر صاحب مرحوم کا مختصر ذکرِ خیر

ایک رؤیاء کے نتیجہ میں انہوں نے پھر اپنے آپ کو وقف کے لئے پیش کر دیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے ان کا وقف منظور فرمایا اور ان کو آسٹریلیا کا پہلا امیر اور مشنری انچارج مقرر فرمایا۔ چنانچہ جولائی 1985ء کو آپ آسٹریلیا تشریف لے گئے۔ آسٹریلیا میں ان کے لئے ویزہ لینے کی مشکلات تھیں۔ مسلمان مبلغ کو ویزہ نہیں دیتے تھے۔ بہرحال وہاں ڈاکٹر اعجاز الحق صاحب کی کوششوں سے یہ ویزہ بھی ان کو مل گیا اور انہوں نے کام شروع کیا۔ آسٹریلیا کی جو مسجد بیت الہدیٰ ہے اور بڑی خوبصورت مسجد ہے اس کی تعمیر میں ان کا بہت ہاتھ ہے۔

30 ستمبر 1983ء کو اس مسجد کا سنگ بنیاد حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے رکھا تھا۔ پھر اس کی تعمیر باوجود مالی حالات اچھے نہ ہونے کے بڑی محنت سے انہوں نے کروائی۔ وقارِ عمل کے ذریعہ سے بہت سے کام کئے۔ خود بھی وقارِ عمل کئے بلکہ کام کے دوران ایک دفعہ سیڑھی سے گر گئے اور ان کے بازو کی ہڈی بھی ٹوٹ گئی لیکن پھر بھی انہوں نے مسجد کی تعمیر کا کام جاری رکھا اور ایک بہت خوبصورت اور بڑی مسجد وہاں بن گئی ہے۔ خود اس وقت جب یہ گئے ہیں تو وہاں کوئی جگہ نہیں تھی۔ جہاں جماعت نے زمین خریدی تھی وہاں ایک ٹین کا شیڈ تھا۔ اس شیڈ میں ہی ایک حصہ میں نماز ہوتی تھی اور دوسرے حصہ میں ٹین کی چھت ڈال کے اور کپڑے کی چھت ڈال کے یہ دونوں میاں بیوی رہتے رہے۔ انہوں نے وہاں گزارہ کیا اور بڑی قربانی کی ہے۔

1991ء میں ان کی تقرری پھر نائیجیریا میں ہوئی اور الارو (Ilaro) میں بطور پرنسپل جامعہ احمدیہ خدمات بجا لاتے رہے۔

1989ء میں جب جماعت احمدیہ کی صد سالہ جوبلی ہوئی ہے تو اس وقت حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے قرآن کریم کی منتخب آیات کا دنیا کی سو زبانوں میں ترجمہ کرنے کی تحریک کی تھی۔ آسٹریلیا کے ذمہ ماؤری زبان کا ترجمہ سونپا گیا تھا۔ جو ترجمہ اس وقت کروایا گیا اس کا معیار جب دیکھا گیا تو وہ اچھا نہیں تھا بلکہ وہ کہتے ہیں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا ترجمہ جس سے ماؤری زبان میں کروایا گیا تھا اس نے لکھا ہوا تھا In the name of Jesus تو انہوں نے خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو کہا کہ یہ ترجمہ تو صحیح نہیں ہے۔ پھر اس

بڑھاپے میں انہوں نے خود زبان سیکھی ۔ بڑی عمر میں زبان بھی سیکھی اور ترجمہ بھی مکمل کیا اور 2013ء میں جب میں نیوزی لینڈ گیا ہوں تو ماؤری قرآن کریم کا ترجمہ مکمل طور پر وہاں کے ماؤری بادشاہ کو پیش کیا گیا۔ اس تقریب میں یہ شامل تھے۔

بڑے عاجز انسان اور بے نفس انسان تھے۔ نہ علمی بڑائی کا کوئی احساس کہ میں نے قرآن شریف کا ترجمہ کیا ہے تو میرا کوئی مقام ہونا چاہئے۔ دنیا بھی انہوں نے کافی کمائی اور بغیر الاؤنس کے یہ مشنری کا کام انجام دیتے رہے۔

اللہ تعالیٰ ان کو غریقِ رحمت کرے اور ان کے درجات بلند فرمائے۔ ان کی اہلیہ کو بھی صبر اور حوصلہ عطا فرمائے۔ آئندہ بھی اللہ تعالیٰ ہمیں قربانی کرنے والے ایسے مشنری دیتا رہے جو ہر لحاظ سے بے نفس اور عاجز ہوں۔"

(ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن ۔ 25 اگست 2017ء، صفحہ 8)

4 اگست 2017ء کو مسجد بیت الاسلام میں نماز جمعہ کے بعد مکرم مولانا مبارک احمد نذیر صاحب مشنری نے مکرم سید شکیل احمد منیر صاحب کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

مرحوم، مکرم سید جمیل احمد صاحب نیومارکیٹ کے بڑے بھائی اور محترمہ امۃ النور صاحبہ سابقہ صدر لجنہ اماء اللہ کینیڈا اہلیہ مکرم ڈاکٹر سید محمد اسلم داؤد صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا کے تایا تھے۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مکرم پروفیسر سید شکیل احمد منیر صاحب کی جملہ خدمات کو احسن رنگ میں قبول فرمائے اور اجرِ عظیم سے نوازے۔ اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے اور ان کے تمام لواحقین کو صبر جمیل دے اور ان کی جملہ خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین۔

بقیہ از عیدالاضحیہ کی تقریبات

ابھی کچھ صوبے ایسے ہیں جہاں ہماری جماعت قائم نہیں ہے۔ اسی وجہ سے ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کینیڈا کی جماعت کو اس میدان میں قربانی پیش کرنے کی تحریک کی ہے اور تمام صوبوں اور عملداریوں میں جماعتوں کے قیام کی ہدایت فرمائی ہے، یہ اللہ تعالیٰ کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے وعدہ ہے اور امام الزمان کا پیغام بہر حال زمین کے کناروں تک پہنچنا ہے، ابتدائی حالات مشکل ہو سکتے ہیں لیکن یہ حالات حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اُن کے خاندان کو پیش آنے والے حالات سے مشکل نہیں ہیں، آج ہم سے لبّیک اللھم لبّیک کہنے کا مطالبہ کیا جا رہا ہے، آج ہمیں السابقون الاوّلون کی دوڑ میں حصہ لینے کا موقع دیا جا رہا ہے اور بہت سے احباب دور دراز کے علاقوں میں بھی ہجرت کر چکے ہیں۔ آپ نے بتایا کہ ہجرت کے خواہش مند افراد کی مدد اور مشورہ کے لئے یہاں ٹورانٹو مرکز میں ایک Re-location Cell قائم کیا گیا ہے جو آپ کو تمام معلومات فراہم کرسکتا ہے۔

خطبہ کے آخر میں مکرم پروفیسر صاحب موصوف نے عید الاضحیہ کے حوالہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات سے ایک اقتباس پڑھ کر سُنایا۔

نماز عید میں شامل ہونے والوں کی کل تعداد 4800 تھی ۔

اجتماعی دُعا کے بعد احباب اور بچے گرمجوشی سے عید ملنے میں مصروف ہو گئے۔

(رپورٹ: محمد اکرم یوسف)

تقریب شادی خانہ آبادی

مکرم محمد سرور جاوید صاحب اور محترمہ سعدیہ بشریٰ صاحبہ، پیس ولیج سیٹز نے اپنی صاحبزادی محترمہ ملیحہ جاوید صاحبہ کی تقریب رخصتانہ کا اہتمام چاندنی بنکوئٹ ہال میں 26 جولائی 2017ء کی شام کیا۔ اس تقریب میں میزبانی کے فرائض مکرم نصر جاوید صاحب نے ادا کئے۔

اِس موقع پر مکرم حافظ عطاء الوہاب صاحب پروفیسر جامعہ احمدیہ کینیڈا نے تلاوت قرآن کریم کی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دعائیہ منظوم کلام مکرم عرفان احمد میاں صاحب نے ترنم سے پڑھ کر سنایا۔ محترم مولانا مبارک احمد نذیر صاحب نے جانبین کا تعارف اور اسلامی ازدواجی رشتوں کی اہمیت پر روشنی ڈالی ۔ اور اس رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دُعا کروائی۔ اس کے بعد مہمانوں کی خدمت میں عشائیہ پیش کیا گیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت اپنے دورہ کینیڈا کے دوران 10 اکتوبر 2016ء کو محترمہ ملیحہ جاوید صاحبہ کے نکاح کا اعلان مکرم محمد رضوان احمد صاحب سے بعد نماز ظہر و عصر مسجد بیت الاسلام میں بعوض پچیس ہزار ڈالر مہر فرمایا اور دُعا کروائی۔

مورخہ 27 جولائی 2017ء کو مکرم چوہدری فاروق احمد صاحب نے اپنے صاحبزادے مکرم محمد رضوان احمد صاحب کے دعوت ولیمہ کا اہتمام Speraznza Banquet Hall میں کیا۔ اور مکرم مولانا مرزا محمد افضل صاحب مشنری پیل ریجن نے دعا کروائی اور مہمانوں کی خدمت میں عشائیہ پیش کیا گیا۔

ہر دو تقریبات میں پاکستان، امریکہ اور کینیڈا کے دور دراز شہروں سے آئے ہوئے مہمانوں کے علاوہ بعض غیر از جماعت دوستوں نے بھی شرکت کی۔

جماعت احمدیہ کینیڈا کے شعبہ تجنید کے انچارج اور AIMS کی تکنیکی ٹیم کے مخلص رکن مکرم محمد سرور جاوید صاحب اور ان کی بیگم محترمہ سعدیہ بشریٰ صاحبہ بطور سیکرٹری تجنید لجنہ اماء اللہ پیس ولیج سینٹر خدمات انجام دے رہے ہیں۔

ادارہ اس پُرمسرت موقع پر مکرم محمد سرور جاوید صاحب اور ان کے تمام اعزہ و اقارب کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہے۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس شادی کو باثمر بنائے، دونوں خاندانوں کے لئے خوشیوں اور برکتوں کا موجب بنائے اور اُن کی نسلوں کو خادم دین بنائے اور خلافت کا سایہ ہمیشہ اُن پر قائم رہے آمین۔

لذتِ نماز کا ایک گُر

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"ایک شخص نے عرض کی کہ مجھے نماز میں لذت نہیں آتی۔

فرمایا کہ: موت کو یاد رکھو۔ یہی سب سے عمدہ نسخہ ہے۔ دنیا میں انسان جو گناہ کرتا ہے اس کی اصل جڑ یہی ہے کہ اُس نے موت کو بُھلا دیا ہے۔ جو شخص موت کو یاد رکھتا ہے وہ دنیا کی باتوں میں بہت تسلی نہیں پاتا۔ لیکن جو شخص موت کو بھلا دیتا ہے اس کا دل سخت ہو جاتا ہے اور اس کے اندر طولِ اَمل پیدا ہو جاتا ہے۔ وہ لمبی لمبی امیدوں کے منصوبے اپنے دل میں باندھتا ہے۔ دیکھنا چاہئے کہ جب کشتی میں کوئی بیٹھا ہو اور کشتی غرق ہونے لگے تو اس وقت دل کی کیا حالت ہوتی ہے۔ کیا ایسے وقت میں انسان گناہ گاری کے خیالات دل میں لاسکتا ہے؟ ایسا ہی زلزلہ اور طاعون کے وقت میں چونکہ موت سامنے آجاتی ہے۔ اس واسطے گناہ نہیں کرسکتا اور نہ بدی کی طرف اپنے خیالات کو دوڑا سکتا ہے۔ پس اپنی موت کو یاد رکھو۔"

(ملفوظات، جلد پنجم ، صفحہ 244-243)

اعلانات

احباب جماعت سے گزارش ہے کہ گزٹ میں شائع کروانے کے لئے اعلانات جلد از جلد لکھ کر بھجوایا کریں۔ نیز اعلانات مختصر مگر جامع اور مکمل ہوں۔ براہ کرم اپنا مکمل پتہ اور ٹیلی فون یا سیل نمبر ضرور لکھیں

دعائے مغفرت

نماز جنازہ حاضر

☆ محترمہ حنا کریم صاحبہ

22 ستمبر 2017ء کو محترمہ حنا کریم صاحبہ اہلیہ مکرم راحیل شیخ صاحب، ڈرہم جماعت 24 سال کی عمر میں اچانک وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

28 ستمبر 2017ء کو مسجد بیت الحمد مسی ساگا میں نماز مغرب کے بعد مکرم مولانا صادق احمد صاحب مشنری مسی ساگا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اور اگلے روز 29 ستمبر کو بریمپٹن میموریل قبرستان میں تدفین کے بعد مکرم مولانا زاہد احمد عابد صاحب مشنری بریمپٹن نے دعا کروائی۔

صوم وصلوٰۃ کی پابند، بہت ہی پیار کرنے والی، ملنسار اور خلیق خاتون تھیں۔ اپنے سسرال میں بھی اپنے حسن خلق کی وجہ سے ہر دل عزیز اور بے حد مقبول تھیں۔

ابھی جام عمر بھرا نہ تھا کہ کفِ دست ساقی چھلک پڑا

آپ نے پسماندگان میں شوہر کے علاوہ والد محترم مکرم طاہر احمد ڈار صاحب، والدہ محترمہ خالدہ ڈار صاحبہ، ایک بھائی مکرم زین ڈار صاحب، تین بہنیں محترمہ شیریں ڈار صاحبہ، محترمہ نوشین ڈار صاحبہ اور محترمہ زرین ڈار صاحبہ اور خسر محترم عبدالحفیظ شیخ، ڈرہم یادگار چھوڑے ہیں۔

☆ محترمہ راحت عالیہ صاحبہ

3 اکتوبر 2017ء کو محترمہ راحت عالیہ صاحبہ اہلیہ مکرم اعجاز احمد چوہدری صاحب، پیس ویلج جماعت 54 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

6 اکتوبر 2017ء کو مسجد بیت الاسلام میں نماز جمعہ کے بعد مکرم پروفیسر ہادی علی چوہدری صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ کینیڈا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اور اس کے بعد نیشنل قبرستان میں تدفین کے بعد مکرم پروفیسر صاحب موصوف نے ہی دعا کروائی۔

مرحومہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ ملنسار، خلیق، مہمان نواز خاتون تھیں۔ ایک لمبا عرصہ اپنے حلقہ کی سیکرٹری ضیافت رہیں۔ ماشاء اللہ بچوں کی بہت اچھی تربیت کی۔ دو بیٹے واقف زندگی اور مربی سلسلہ ہیں۔ از راہ شفقت حضور انور دو مرتبہ ان کے گھر میں تشریف لے جا چکے ہیں۔

آپ نے پسماندگان میں تین بیٹے مکرم مولانا اعزاز احمد خاں صاحب، مشنری ایم ٹی اے کینیڈا، مکرم مولانا آصف احمد خاں صاحب مربی سلسلہ، مکرم احسن خاں صاحب اور ایک بیٹی محترمہ مدیحہ چوہدری صاحبہ مپیل نیز والد محترم نصیر احمد صاحب مپیل، تین بھائی اور پانچ بہنیں، مکرم امتیاز احمد صاحب جیٹھ اور محترمہ کوثر سلطانہ صاحبہ پھوپھی، مپیل یادگار چھوڑے ہیں۔ ان کے اور بھی اعزاء و اقارب امریکہ، تھائی لینڈ اور پاکستان میں مقیم ہیں۔

ادارہ اس افسوسناک سانحہ کے موقع پر مرحومہ کے تمام اعزاء و اقارب سے دلی تعزیت کرتا ہے۔

☆ مکرم محمود احمد صاحب

4 اکتوبر 2017ء کو مکرم محمود احمد صاحب، ڈرہم جماعت 80 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

6 اکتوبر 2017ء کو مسجد بیت الحمد مسی ساگا میں نماز جمعہ کے بعد مکرم مولانا صادق احمد صاحب مشنری مسی ساگا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اور اس کے بعد برامپٹن میموریل قبرستان میں تدفین کے بعد مکرم مولانا صاحب موصوف نے ہی دعا کروائی۔

مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند، مخلص، فدائی، منکسر المزاج، نیک، صالح اور خلافت سے بے حد لگاؤ رکھنے والے پیدائشی احمدی تھے۔ بچوں کی اعلیٰ تربیت کی۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے سب بچے نظام جماعت سے منسلک ہیں۔

آپ نے پسماندگان میں اہلیہ محترمہ امۃ القیوم صاحبہ، دو بیٹے مکرم زاہد اقبال صاحب، مکرم طارق محمود صاحب، دو بیٹیاں محترمہ شہناز سعید صاحبہ، محترمہ زیبا ناز صاحبہ اور دو بہنیں محترمہ مسعودہ بیگم صاحبہ اور محترمہ امۃ الحفیظ صاحبہ یادگار چھوڑی ہیں۔

☆ مکرم چوہدری رفیق احمد صاحب وریاہ

5 اکتوبر 2017ء کو مکرم چوہدری رفیق احمد صاحب وریاہ، وان جماعت 85 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

8 اکتوبر 2017ء کو مسجد بیت الاسلام میں نماز مغرب وعشاء کے بعد مکرم پروفیسر ہادی علی چوہدری پرنسپل جامعہ احمدیہ کینیڈا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی جس میں کثیر تعداد میں دوستوں نے شرکت کی۔

10 اکتوبر کو نیشنل قبرستان میں تدفین کے بعد مرحوم کے نواسے مکرم مولانا نعمان خالد صاحب مربی سلسلہ جرمنی نے دعا کروائی۔

مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند، مخلص، فدائی، بہت پیار کرنے والی شخصیت تھے۔ آپ کے دو پوتے مکرم مولانا لقمان احمد صاحب اور مکرم مولانا علی رضا صاحب کینیڈا اور ایک نواسہ مکرم مولانا نعمان خالد صاحب جرمنی، واقف زندگی ہیں اور بطور مربی سلسلہ خدمات بجا لا رہے ہیں۔

آپ نے پسماندگان میں اہلیہ محترمہ امۃ الباسط صاحبہ، پانچ بیٹے مکرم نثار احمد صاحب وان، مکرم مختار احمد صاحب پیس ویلج، مکرم عبدالستار احمد صاحب وان، مکرم حماد احمد صاحب، واقف زندگی، سیکرٹری ایڈمنسٹریشن جامعہ احمدیہ کینیڈا، مکرم سجاد احمد صاحب، وان اور ایک بیٹی محترمہ کافیہ امجد صاحبہ پیس ویلج یادگار چھوڑی ہیں۔

ادارہ اس افسوسناک سانحہ کے موقع پر مرحوم کے تمام اعزاء و اقارب سے دلی تعزیت کرتا ہے۔

☆ محترمہ حمیدہ بیگم صاحبہ

10 اکتوبر 2017ء کو محترمہ حمیدہ بیگم صاحبہ، ویسٹن ساؤتھ جماعت 82 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

13 اکتوبر 2017ء کو مسجد بیت الاسلام میں نماز جمعہ کے بعد مکرم مولانا مرزا محمد افضل صاحب مشنری پیس ویلج نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اور اس کے بعد نیشنل قبرستان میں تدفین کے بعد مکرم مولانا محمد عبدالرشید یحیٰ صاحب، مشنری احمدیہ ابوڈ آف پیس نے دعا کروائی۔

مرحومہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ آپ تہجد گذار، صوم وصلوٰۃ کی پابند، قرآن کریم کی باقاعدہ تلاوت کرنے والی، ملنسار، خلیق، مہمان نواز اور دعا گو خاتون تھیں۔ آپ کے ایک بیٹے مشنری انچارج سوئٹزرلینڈ ہیں۔

پسماندگان میں آپ نے پانچ بیٹے مکرم محمد امجد صاحب ویسٹن ساؤتھ، مکرم محمد ابراہیم صاحب برامپٹن، مکرم مولانا محمد احمد راشد صاحب انچارج مشنری سوئٹزرلینڈ، مکرم محمد زکریا کا کا صاحب یوایس اے، مکرم ڈاکٹر محمد یحییٰ صاحب یوکے اور مکرم محمد وسیم صاحب ساؤتھ یادگار چھوڑے ہیں۔ ان کے اور بھی اعزاہ واقارب یہاں پر مقیم ہیں۔

ادارہ اس افسوسناک سانحہ کے موقع پر مرحومہ کے تمام اعزاو اقارب سے دلی تعزیت کرتا ہے۔

نماز جنازہ غائب

29 ستمبر 2017ء کو مسجد بیت الاسلام میں نماز جمعہ کے بعد مکرم مرزا محمد افضل صاحب مشنری پیس ویلیج نے درج ذیل مرحومین کی نمازِ جنازہ غائب پڑھائی۔

☆ محترمہ ساجدہ بیگم صاحبہ

6 اگست 2017ء کو محترمہ ساجدہ بیگم صاحبہ ڈھاکہ میں 62 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن۔ مرحومہ محترمہ ساجدہ حق صاحبہ اہلیہ ثناءاللہ صاحب پیس ویلیج کی والدہ تھیں۔

☆ مکرم چوہدری محمد نواز صاحب

19 اگست 2017ء کو مکرم چوہدری محمد نواز صاحب لاہور میں 72 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن۔ مرحوم، مکرم چوہدری محمد سلیم صاحب رضا کار شعبہ جائیداد کے بھانجے تھے۔

☆ محترمہ عنایت بیگم صاحبہ

محترمہ عنایت بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم میجر بشیر احمد صاحب مرحوم مورخہ 25 اگست 2017ء Seattle امریکہ میں 90 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن۔ مرحومہ حضرت ڈاکٹر علی گوہر رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بہو تھیں۔ انتہائی اعلیٰ صفات کی مالک تھیں۔

مرحومہ نے پسماندگان میں چار بیٹے محترم طاہر احمد صاحب وینکوور، محترم طارق احمد صاحب، محترم نعیم احمد صاحب اور محترم نسیم احمد آف سیٹل امریکہ نیز دو بیٹیاں محترمہ قمر النساء صاحبہ آف سیٹل اور محترمہ طیبہ نسرین صاحبہ اہلیہ میجر ظفر الاسلام صاحب مسس ساگا یادگار چھوڑی ہیں۔

☆ مکرم مبشر احمد ملک صاحب

10 ستمبر 2017ء کو مکرم مبشر احمد ملک صاحب چونڈا میں برین ہیمبرج کی وجہ سے 52 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن۔ مرحوم ملنسار، مہمان نواز، غریب پرور اور ہمدرد انسان تھے۔ آپ، محترمہ غزالہ بشارت صاحبہ اہلیہ مکرم بشارت احمد وان اور محترمہ بشریٰ ناصر صاحبہ اہلیہ مکرم ڈاکٹر ناصر احمد شیخ صاحب وان ساؤتھ کے بھائی تھے۔

☆ محترمہ سیدہ امۃ اللہ بیگم صاحبہ

16 ستمبر 2017ء کو محترمہ امۃ اللہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم ڈاکٹر احسان الٰہی صاحب مرحوم لاہور میں 91 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن۔ مرحومہ، محترمہ امۃ القدوس قدسیہ صاحبہ وان ایسٹ، سابقہ سیکرٹری اشاعت لجنہ اماء اللہ کینیڈا کی والدہ تھیں۔

☆ مکرم محمد حبیب اکبر صاحب

22 ستمبر 2017ء کو مکرم محمد حبیب اکبر صاحب 60 سال کی عمر میں جرمنی میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن۔ مرحوم، مکرم چوہدری عزیز اللہ صاحب صدر جماعت احمدیہ پیس ویلیج سینٹرویسٹ کے خالہ زاد بھائی تھے۔

☆ محترمہ آمنہ بیگم صاحبہ

25 ستمبر 2017ء کو محترمہ آمنہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم ڈاکٹر شریف احمد صاحب مرحوم دندان ساز، جرمنی میں 90 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن۔ مرحومہ، مکرم چوہدری محمد یعقوب صاحب، رضا کار بیت الاسلام مشن ہاؤس کی بڑی ہمشیرہ اور مکرم محمد اجمل داؤد صاحب پیس ویلیج کی پھوپھی تھیں۔

ادارہ اس افسوسناک سانحہ کے موقع پر مرحوم کے تمام اعزاو اقارب سے دلی تعزیت کرتا ہے۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مذکورہ بالا مرحومین کی مغفرت فرمائے۔ اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے اور ان کے تمام لواحقین کو صبر جمیل اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین۔

تاریخ پیدائش

مکرم غالب نوید بیگ صاحب، احمدیہ ابوڈ آف پیس کے بیٹے عزیزم ریان اعظم بیگ کی تاریخ پیدائش 30 جون 2017ء ہے۔ نومولود مکرم عبدالرحمٰن بیگ صاحب کا پوتا ہے۔

مکرم شاہد اقبال صاحب

30 جولائی 2017ء کو مکرم شاہد اقبال صاحب، وان جماعت اپنے بہنوں اور بھائیوں کے ساتھ جھیل پر پک نک کے لئے گئے تھے کہ اچانک حادثہ کا شکار ہو کر پانی میں ڈوب گئے تھے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن۔ آپ کی عمر 28 سال تھی۔ مرحوم نے پسماندگان میں والد اور والدہ کے علاوہ، دو بھائی اور پانچ بہنیں یادگار چھوڑی تھیں، جن میں سے دو بہنوں کے نام رہ گئے تھے جو یہ ہیں۔ محترمہ عابدہ واجد صاحبہ اہلیہ مکرم واجد علی صاحب مرحوم، فیصل آباد اور محترمہ آصفہ شاہد صاحبہ اہلیہ مکرم شاہد احمد صاحب، وڈبرج۔

لازمی چندوں کی ادائیگی

جیسا کہ احباب جماعت کو معلوم ہے جماعت کا مالی سال 30 جون کو ختم ہو چکا ہے۔ تمام وہ افراد (مرد اور خواتین) جن کی کوئی بھی آمد ہے جیسے روزگار، تجارت، پارٹ ٹائم جاب، سوشل ویلفیئر، اولڈ ایج بینیفٹ، ایمپلائمنٹ انشورنس، پنشن، Disablity وغیرہ۔ ان کے لئے لازمی چندہ جات (چندہ عام، چندہ وصیت اور چندہ جلسہ سالانہ) باشرح ادا کرنا ضروری ہے۔

یاد رہے کہ لازمی چندہ جات کی تحریک خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جاری فرمائی ہے۔

بعض دوست جلسہ سالانہ ہر ماہ باقاعدگی سے ادا نہیں کرتے۔ یاد رہے کہ یہ حصہ آمد یا چندہ عام ادا کرنے والوں کے لئے سالانہ آمد کا 1/120 حصہ ہے یا ایک ماہ کی آمد کا دسواں حصہ ہوتا ہے۔

ہماری نوجوان نسل کے لئے زیادہ ضروری ہے کہ وہ لازمی چندہ جات کی ادائیگی کی طرف خصوصی توجہ دیں۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بار بار توجہ دلا چکے ہیں کہ لازمی چندوں کو دوسرے چندوں اور تحریکات پر فوقیت حاصل ہے۔ اس لئے آپ سے درخواست ہے کہ سب سے پہلے لازمی چندوں کو باشرح ادا کریں۔

احباب جماعت اور خواتین سے گذارش ہے کہ اپنے لازمی چندوں کا جائزہ لیں اور اگر کوئی کمی رہ گئی ہے تو اس کی کو جلد از جلد پورا کرنے کی کوشش کریں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

اللہ تعالیٰ آپ کے نفوس اور اموال میں برکت ڈالے۔

آمین

خالد محمود نعیم

نیشنل سیکرٹری مال کینیڈا